اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵۱

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

قیمت ایک آنہ

The DAILY ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ اندرون ہند ۱۵ روپے ۔ قیمت سالانہ بیرون ہند ۱۸

جلد ۲۳	مورخہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۸ جون ۱۹۳۶ء	نمبر ۲۹۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ جون۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیر و عافیت ہے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ لاہور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی دل محمد صاحب اور ڈاکٹر عبد الرحمان صاحب موگا شکار ماچھیاں کے جلسہ میں شمولیت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے

"ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ نہیں پاتا۔ وہ اخلاق کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور اس کے پانی کے نیچے بہت سا کیچڑ ہے۔ اور بہت سا گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ سو تم خدا سے ہر وقت قوت مانگو۔ جو اس کیچڑ اور اس گوبر سے تم نجات پاؤ اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے۔ جن میں کوئی غیر شریک نہیں۔ کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت نہیں پاتے۔ اس لئے ان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں۔ سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو ٹھٹھا ہنسی۔ کینہ وری۔ گندہ زبانی۔ لالچ جھوٹ۔ بدکاری۔ بدنظری۔ بدخیالی۔ دنیا پرستی۔ تکبر۔ غرور۔ خود پسندی۔ شرارت۔ کج بحثی سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملیگا۔ جب تک وہ طاقت بالا جو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کر لے جاوے۔ تمہارے شامل حال نہ ہو۔ اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو۔ تب تک تم بہت ہی کمزور۔ اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک مردہ ہو جس میں جان نہیں۔ اس حالت میں نہ تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ نہ اقبال اور دولتمندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو۔ اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو۔ سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اترتی ہے۔ تمہارا منہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے۔ تم ابناء السماء بنو۔ نہ ابناء الارض۔ اور روشنی کے وارث بنو نہ اندھیرے...

قادیان کے احرار کی نہایت اشتعال انگیز شرارت

قبرستان میں مزاحمت کر کے لاش کی بے حرمتی کا ارتکاب

قادیان ۱۷ر جون۔ کل دو احمدی بچوں کے قبرستان میں دفن کرنے میں مزاحمت کر کے فساد کھڑا کرنے کے متعلق مختصر حالات شائع کئے جا چکے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد رات کو قادیان کے ایک قدیم احمدی باشندہ میاں منگو کی دو ڈیڑھ سال کی لڑکی فوت ہو گئی۔ اس کے متعلق پولیس کو اسی وقت اطلاع دے دی گئی۔ کہ چونکہ احرار آمادۂ فساد ہیں۔ اور لڑکی کے دفن کرنے میں مزاحمت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ضروری انتظام کیا جائے آج صبح کو جب چند آدمی قبرستان میں قبر کھودنے کے لئے گئے۔ تو مفسدہ پرداز احراریوں نے جو قبرستان میں جمع تھے۔ روک ڈالنی چاہی۔ اور ان کو قبر نہ کھودنے دی۔ آخر جب آٹھ بجے کے قریب جنازہ قبرستان میں لے جایا گیا۔ تو اس وقت تک قبر نہ تیار کی جا سکی تھی۔ اور جب قبر کھودنے لگے۔ تو چند احراریوں نے پھر مزاحمت کی۔ اس پر ہماری جماعت کے آدمیوں نے ایک جگہ کے ارد گرد آدمیوں کا حلقہ بنا کر قبر کھودی۔ اور لڑکی کو دفن کر کے واپس چلے آئے۔

اس موقعہ پر پولیس باوردی موجود تھی۔ اس نے اول قبر کھودنے اور پھر جب لاش قبر میں رکھدی گئی۔ تو مٹی ڈالنے سے روک دیا۔ لیکن اس وقت مزاحمت کرنے کے لئے احراری آگے نہ بڑھے۔ تو پولیس بھی ہٹ گئی۔ اور قبر میں مٹی ڈال دی گئی۔

۱۰ بجے کے قریب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب اور پھر سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس گورداسپور اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب آئے۔ اور بعض لوگوں سے حالات پوچھکر واپس چلے گئے۔

ایک ایسے قبرستان کے متعلق جہاں ہمیشہ سے احمدی اپنے مردے دفن کرتے ہیں۔ جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت ہے۔ اور جہاں آپ کے خاندان کے بہت سے بزرگ مدفون ہیں۔ قادیان کے ان لوگوں کا جو احرار کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ یہ رویہ محض شرارت اور فساد کھڑا کرنے کی غرض سے ہے۔ اور غالباً بعض حکام کی شہہ پر ہے۔ یہ اس ظلم وستم کی انتہا ہے۔ جو دو اڑھائی سال سے جماعت احمدیہ کے مرکز پر کیا جا رہا ہے۔ کہ اب لاشوں کو دفن ہونے سے روک کر ان کی بے حرمتی کی گئی۔ اور ہمارے قبرستان میں دفن کرنے سے روکا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ اس ظلم کے جاری رہنے اور روز بروز خطرناک صورت اختیار کرتے جانے میں ان حکام کا بھی دخل ہے۔ جنہوں نے فتنہ پرداز احرار کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ کہ وہ جو چاہیں کرتے رہیں۔ انہیں گرفت کرنے والا کوئی نہیں۔ ذمہ دار حکام کا فرض ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے احمدی بچوں کی لاشوں کو قبرستان میں دفن ہونے سے روک کر ان کی بے حرمتی کی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے لوگوں کو اس لئے سخت اشتعال دلایا ہے۔ کہ فساد کریں۔ ان کے متعلق بہت جلد قانونی کارروائی کریں ؛

۲۸ر جون ۱۹۳۶ء کو یوم تحریک جدید منایا جائے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بطریق سابق اس دفعہ ۲۸ر جون ۱۹۳۶ء کو وسیع پیمانہ پر جلسے منعقد کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب ان جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے ابھی سے تیاری میں مصروف ہونگے۔ اور لیکچراروں کا انتخاب بھی کر چکے ہونگے۔ جو مختلف مطالبات پر تقریریں کریں گے۔ مزید یاد دہانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن دوستوں کے پاس "انیس مطالبات" شائع کردہ دفتر تحریک جدید نہ ہوں۔ وہ بذریعہ خط بہت جلد دفتر تحریک جدید سے منگوالیں۔

(نوٹ) ان جلسوں میں اگر مطالبہ وقف رخصت اور مطالبہ ۱۵ پر نیز اس امر پر کہ اپنے بقایا جات جلد ادا کئے جائیں۔ خاص طور پر زور دیا جائے۔ تو مناسب ہوگا ؛

(انچارج تحریک جدید۔ قادیان)

تبلیغی ٹریکٹوں کے متعلق احباب جماعت بہت جلد اطلاع دیں

گذشتہ سال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تحریر فرمودہ ٹریکٹ دفتر تحریک جدید کی طرف سے شائع ہو کر آپ لوگوں کو بھیجے گئے تھے۔ جن کی قیمت نہایت واجبی رکھی گئی تھی۔ حتیٰ کہ جس قدر قیمت کوئی جماعت برداشت کر سکتی تھی۔ اسی کا اس سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ شرط صرف یہ تھی کہ احباب اس مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں۔ جسے وہ نہایت مناسب اور موزون طریق سے تقسیم کر سکینگے اگرچہ احباب نے تنی بڑی رعایت سے بھی کما حقہٗ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن پھر بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے کمال مہربانی سے یہ امر منظور فرما لیا ہے۔ کہ سابقہ رعایتی قیمت پر ہی ٹریکٹوں کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ لہٰذا دوست بہت جلد اطلاع دیں۔ کہ اس دفعہ کس کس مضمون پر کس ترتیب سے ٹریکٹ نکالے جائیں۔ تا اس کے مطابق انتظام کیا جائے۔

نوٹ:۔ احباب جملہ اطلاعات دفتر تحریک جدید میں ارسال فرمائیں۔ تا ان سب کو ترتیب دیکر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کیا جا سکے ؛ (انچارج تحریک جدید۔ قادیان)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت پہنچ گئے

دھرم سالہ سے ۱۶ر جون کی تار مظہر ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت پہونچ گئے ہیں ؛

قادیان کی دو احمدی خواتین کی بی۔ اے میں کامیابی

امید ہے یہ خبر خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ امسال پنجاب یونیورسٹی سے قادیان کی دو احمدی خواتین نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ ان میں سے ایک محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ بنت حضرت مولوی شیر علی صاحب ہیں۔ اور دوسری محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بنت جناب مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ہیں۔ ہم اس کامیابی پر دونوں بزرگوں کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ یہ کامیابی خدمتِ دین کا ذریعہ بنے ؛

پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے میں کامیاب ہونیوالے احمدی نوجوان

پنجاب یونیورسٹی سے امسال حسب ذیل احمدی نوجوانوں نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی ہے:۔

(۱) شیخ محمد اقبال صاحب۔ ایف سی کالج لاہور (۲) محبوب عالم صاحب خالد گورنمنٹ کالج لاہور (۳) خواجہ [illegible] صاحب گورنمنٹ کالج لاہور (۴) [illegible] (۵) خلیل احمد صاحب [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

اعتقادی اصلاح کی نسبت عملی (۲) اصلاح کیوں مشکل ہے

ایک تعلیم یافتہ ہندو خاتون (۱) کے سوال کا جواب

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۳۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

(۱) مجھے اس ہفتہ کے دوران میں ایک خط

ایک ہندو تعلیم یافتہ خاتون

کا ملا ہے جس میں انہوں نے اس خیال سے کہ اُن کا پتہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو جائے۔ اپنے پتہ کو چھپایا ہے۔ لیکن نام اور کام وغیرہ اور اپنے خاوند کے کام کا انہوں نے ذکر کیا ہے میں وُہ نام بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ تاکہ اُن کے لئے کوئی ایسی صُورت پیدا نہ ہو۔ جو تکلیف دہ ہو۔ لیکن چونکہ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ میں ان کے سوال کا جواب کسی خطبہ کے ذریعہ سے دُوں۔ اس لئے اس حد تک ان کی خواہش کے مطابق ہی مجبُور ہوں۔ کہ خطبہ میں ان کی اس بات کا ذکر کروں۔

وُہ ایک تعلیم یافتہ ہندو خاتون ہیں۔ اور ان کے خط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں تعصب نہیں۔ بلکہ

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا جذبہ

پایا جاتا ہے۔ جس سوال کے متعلق انہوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ جس سوال کے متعلق انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے۔ کہ میں اس پر خطبہ میں روشنی ڈالوں۔ اس کی تحریک۔ وُہ کہتی ہیں۔ انہیں اس لئے ہوئی۔ کہ کسی

احمدی خاتون

سے وُہ میرے خطبات لے کر کچھ مدت سے پڑھ رہی ہیں۔ اور ان کے ذہن میں یہ بات آئی ہے۔ کہ شائد اس معاملہ کے متعلق اگر میں تحریک کروں۔ تو نہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے۔ بلکہ باقی لوگوں کے لئے بھی ہدایت کا موجب ہو سکے۔

وُہ لکھتی ہیں۔ کہ آپ کی تحریک کا اثر نہ صرف مسلمانوں پر ہوتا ہے۔ بلکہ ہندوؤں کے ایک طبقہ پر بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ کہ

ہندوؤں کا ایک طبقہ

اندرونی طور پر آپ کی باتوں پر نگاہ رکھتا اور انہیں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

وُہ بات جس کے متعلق انہوں نے اپنے خط میں تحریک کی ہے یہ ہے۔ کہ

لڑکیوں کی شادی

عام طور پر ان جگہوں پر نہیں کی جاتی۔ جس جگہ شادی کرنا وُہ اپنے لئے مناسب خیال کرتی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں وُہ لکھتی ہیں۔ کہ بہت سے گھر برباد ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں شادی کرنے سے ہی انکار کر دیتی ہیں۔ چونکہ وہ ایک ایسے پیشہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں ہر مذہب و ملت کے گھرانوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے وہ اس بات سے بہت ہی متاثر نظر آتی ہیں۔ کہ بیسیوں گھرانے تباہی و بربادی کا موقعہ دیکھ رہے ہیں۔

میں چونکہ اور کوئی ذریعہ اُن تک اپنے خیالات کے پہنچانے کا نہیں دیکھتا اس لئے میں انہیں خطبہ کے ذریعہ ہی اس امر سے آگاہ کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کی تعلیم اس باب میں بالکل صاف اور واضح ہے۔ یا یُوں کہنا چاہیئے۔ کہ

اسلام کی تعلیم

اس باب میں بالکل صاف۔ اور واضح ہے کیونکہ ہماری جماعت کسی نئے مذہب پر قائم نہیں۔ بلکہ اسلام کی تعلیم کو ہی دُنیا میں قائم کر رہی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ

نکاح پسندیدگی پر

مبنی ہوتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم کی توضیح اور تشریح میں نہایت ہی مفصل ہدایات دی ہیں۔ جن کے ہوتے ہُوئے کوئی انسان دھوکا نہیں کھا سکتا۔ ان امور کی طرف میں ہمیشہ ہی جماعت کو توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ لیکن چونکہ ان کو صرف خطباتِ جمعہ پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے اور خطباتِ جمعہ میں اس قسم کے مضامین بہت کم آتے ہیں۔ یہ مضامین زیادہ تر نکاح کے خطبات میں بیان ہوتے ہیں۔ اور وُہ ان کی نگاہ سے نہیں گزرتے۔ اس لئے انہیں یہ خیال گزرا کہ شائد میری طرف سے اس بات پر ابھی تک پورا زور نہیں دیا گیا۔ اس میں شُبہ نہیں کہ

نکاح کے خطبے

اس تعہد اور احتیاط سے شائع نہیں ہوتے جس تعہد اور احتیاط سے جمعہ کے خطبے شائع ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی کئی خطبے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں بعض سالوں میں آٹھ دس خطبات نکاح ضرور شائع ہوجاتے ہونگے۔ ان میں اکثر انہی امور پر بحث ہوتی ہے۔ کہ عورتوں کے مردوں پر کیا حقوق ہیں۔ مردوں کے عورتوں پر کیا حقوق ہیں۔ اور

شادی کے متعلق اسلام نے کیا کیا شرائط رکھی ہیں

پس میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اسلامی تعلیم میں اس قسم کی مشکلات کے مقابلہ میں کامل راہنمائی موجود ہے۔ ایسی کامل راہنمائی کہ ہر مذہب و ملت کے لوگ اسے اپنے اور اپنی نسلوں کے فائدہ کے لئے اختیار کرسکتے ہیں۔ اور اس بارے میں میں ہمیشہ ہی جماعت کے لوگوں کو خطاب کرکے ذکر کرتا رہتا ہوں۔ جنہیں حق کے طور پر میں خطاب کرسکتا ہوں۔ گو فائدہ ان سے سارے ہی اٹھا سکتے ہیں۔ اور اٹھاتے رہتے ہیں۔ یہ باتیں سمجھاتا رہتا ہوں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں۔ جماعت احمدیہ ابھی پورے طور پر اس تعلیم پر عامل نہیں۔ ابھی تک ایسی مثالیں میرے سامنے آتی رہتی ہیں۔ کہ ماں باپ نے

لڑکیوں کی مرضی کے خلاف یا لڑکوں کی مرضی کے خلاف

انہیں شادی کرنے پر مجبور کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ ساری عمر کے لئے جہنم میں پڑے رہے۔ پس میں سمجھتا ہوں۔ اس قسم کے مضامین بیان کرنے کی ضرورت ابھی مفقود نہیں ہوئی۔ اور چونکہ اب خطبہ نمبر کی کثرتِ اشاعت کا خاص طور پر انتظام کیا جاتا ہے۔ اس لئے میں کسی موقع پر جمعہ کے خطبہ میں ہی انشاء اللہ اس امر کو تفصیل کے ساتھ بیان کرونگا۔ فی الحال چونکہ میں نے ایک اور مضمون شروع کر رکھا ہے۔ اور اس کا پہلے ختم کرنا میرے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اس سلسلہ کے ختم ہونے پر میں اس مضمون کو خطبہ جمعہ میں بیان کرونگا کیونکہ گو اس مضمون کے بیان کرنے کے لئے مجھے دوسرے مواقع بھی میسر آسکتے ہیں اور گو پہلے بھی میں اس امر کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرچکا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ ابھی اس مضمون کو بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ضرورت رہے گی۔ اور میں انشاء اللہ اس کا خیال رکھونگا۔

اس کے بعد میں اس مضمون کو لیتا ہوں۔ جس مضمون کو میں نے پچھلے کئی جمعوں سے شروع کر رکھا ہے۔ وہ مضمون یہ ہے کہ جماعت احمدیہ جہاں

عقائد کے بارہ میں ایک عظیم الشان فتح

حاصل کرچکی ہے۔ یہاں تک کہ وہی عقائد جن کو جماعت احمدیہ کی طرف سے جب پیش کیا جاتا۔ تو دشمنوں کی طرف سے ان کا سختی سے انکار کیا جاتا۔ آج جماعت کے شدید ترین دشمن بھی ان عقائد پر قائم ہو رہے ہیں۔ اور انہیں اپنا ہی عقیدہ قرار دے رہے ہیں۔ وہاں

عمل کے بارہ میں

ہمیں بہت کچھ کوتاہی نظر آتی ہے۔ اور ابھی ہمارے اندر وہ رُوح پیدا نہیں ہوئی جس روح کے ماتحت کام کرکے ہم دنیا کو اپنے اعمال کا وہ نمونہ دکھاسکیں۔ کہ جس کے بعد کوئی شخص

ہماری جماعت کی برتری اور فوقیت

کو تسلیم کرنے سے انکار نہ کرے۔ پھر یہی نہیں۔ کہ ابھی تک ہماری جماعت کے لوگ اس تعلیم پر پورے طور پر عامل نہیں۔ جو عملی اصلاح کے متعلق اسلام نے پیش کی بلکہ بسا اوقات وہ دوسروں کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی نقل کرنے کی طرف مائل ہوجاتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ اپنا لوہا لوگوں سے منوائیں۔ لوگوں کے نقال بن جاتے ہیں۔ اس وجہ سے بجائے اس کے کہ جماعت کی برتری اور فوقیت ثابت ہو۔ لوگ محسوس کرتے ہیں۔ کہ عملی طور پر دنیا کی اصلاح کرنے میں احمدیت ناکام رہی ہے۔ یہ سوال ایسا ہے۔ جسے ہم کسی صُورت میں نظر انداز نہیں کرسکتے۔ اگر ہم اس اعتراض کو دور کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ اور اگر ہم وہ عملی اصلاح نہ کرسکیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ ہمارے لئے مقرر کی گئی۔ اور ہماری قسمت میں لکھی گئی ہے۔ تو ہم قطعی طور پر کسی

کامیابی اور کامرانی کا دعوے

نہیں کرسکتے۔ میں پچھلے دو خطبوں سے یہ مضمون بیان کرتا چلا آرہا ہوں۔ کہ لوگوں کے اعتقادی اصلاح سے عملی اصلاح کیوں مشکل ہے۔ میں اس بارے میں چار مشکلات بیان کرچکا ہوں۔ جن کی وجہ سے عملی اصلاح زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ بہ نسبت اعتقادی اصلاح کے۔ آج میں اس امر کے چند اور سبب بیان کرتا ہوں کہ کیوں اعتقادی اصلاح کی نسبت عملی اصلاح ایسے زمانوں میں زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ جب مذہب کے ساتھ حکومت نہیں ہوتی۔

پانچواں سبب

اس مشکل کا یہ ہے۔ کہ عقیدے کے راستہ میں انسان کے بیوی بچے حائل نہیں ہوتے لیکن عمل کے راستہ میں اس کے بیوی بچے حائل ہوجاتے ہیں جب ایک انسان کہتا ہے خدا ایک ہے۔ تو یہ کہنے کے ساتھ اُسے اپنے بیوی بچوں کے آرام کو قربان نہیں کرنا پڑتا۔ یا جب کوئی کہتا ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ تو اس اعلان کے ساتھ اُسے اپنے بیوی بچوں کی کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی۔ یا جب وہ کہتا ہے میں قیامت پر ایمان لے آیا۔ تو یہ دعوے اس کی اس ذمہ واری میں جو اس پر اپنے بیوی بچوں کے متعلق ہوتی ہے۔ خلل نہیں ڈالتا۔ اسی طرح جب کوئی ملائکہ پر ایمان لاتا ہے۔ استجابتِ دعا پر ایمان لاتا ہے۔ جزا و سزا پر ایمان لاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قضاء و قدر پر ایمان لاتا ہے۔ تو اسے اپنی اہلی ذمہ واری کے پورا کرنے میں کوئی روک محسوس نہیں ہوتی۔ اور نہ یہ عقائد اس کے لئے کسی فتنہ کا موجب بنتے ہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ بیوی بچے اس کے ساتھ عقائد میں اختلاف رکھتے ہوں۔ تب بے شک جھگڑا ہوسکتا ہے۔ مثلاً خاوند کہتا ہو۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور بیوی کہتی ہو۔ کہ خدا ایک نہیں۔ دو ہیں یا تین ہیں۔ یا ایک شخص کا عقیدہ ہو۔ کہ اس دنیا میں انسان تناسخ کے ذریعہ بار بار آتا ہے۔ اور اس کے باپ کا یہ عقیدہ ہو۔ کہ اس دنیا سے مر کر انسان ایک اور دُنیا میں جاتا۔ اور پھر اس جگہ واپس نہیں آتا۔ تو عقائد میں یہ اختلاف جھگڑے کا موجب ہوسکتا ہے۔ لیکن

عقائد میں اتحاد کی صُورت

میں اس کی بیوی بچے عقیدہ کے راستہ میں حائل نہیں ہوتے۔ اور نہ روک بنتے ہیں لیکن اس صورت میں بھی جب عقائد میں اختلاف ہو۔ عمل کی وجہ سے ہی روکیں پیدا ہوتی ہیں۔ محض عقائد کی وجہ سے روکیں پیدا نہیں ہوتیں۔ اس کے مقابلہ میں عمل کی یہ حالت نہیں۔ عمل میں قدم قدم پر بیوی بچوں کی تکلیف انسان کے سامنے آجاتی ہے۔ مثلاً ساری عمر کوئی شخص تسلیم کرتا رہے کہ خدا ایک ہے۔ ایک موقع پر بھی اس عقیدہ کی وجہ سے اس کے بیوی بچوں کی تکلیف اس کے سامنے نہیں آئے گی۔ مثلاً یہ نہیں ہوگا۔ کہ اس شخص کی بیوی بھوکی رہتی ہو۔ اس وجہ سے کہ وہ خدا کو ایک سمجھتا ہے۔ یا اسے پہننے اور تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا نہ ملتا ہو۔ اس لئے کہ اس کا خاوند کہتا ہے خدا ایک ہے۔ یا اُسے اپنی بیمار بیوی کے علاج کے لئے کوئی پیسہ نہ ملتا ہو۔ اس لئے کہ وُہ کہتا ہے۔ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول مانتا ہوں۔ غرض انسان کے

اہلی فرائض کی ادائیگی

میں عقائد اتنے روک نہیں بنتے۔ جتنا عمل

روک بن جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں بے شک عقائد کا اختلاف بھی بہت بڑی روک بن جاتا ہے۔ مگر یہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی نبی کا ابتدائی زمانہ ہوتا ہے۔ اور عقائد کے اختلاف پر اپنے عزیز اور رشتہ دار بھی شور مچانے لگ جاتے ہیں لیکن اگر ہم غور کریں۔ تو معلوم ہوگا کہ اس وقت بھی مسائل کا اختلاف اتنی دشمنی کا باعث نہیں ہوتا۔ جتنا اعمال کا اختلاف دشمنی کا باعث بنتا ہے۔ آج جو دنیا میں ہم سے دشمنی کی جا رہی ہے۔ اور لوگوں کو ہم پر غصہ ہے وہ دشمنی اور غصہ انہیں اتنا اس بات پر نہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں مانتے ہیں۔ جتنا غصہ انہیں اس بات پر ہے کہ یہ ہمارے پیچھے نمازیں کیوں نہیں پڑھتے۔ ہمارے جنازے کیوں نہیں پڑھتے۔ ہمیں لڑکیاں کیوں نہیں دیتے اگر خدانخواستہ ہماری جماعت کمزوری دکھائے۔ اور وہ

غیر احمدیوں کے جنازے

پڑھنے لگے۔ ان کے پیچھے نمازیں ادا کرنے لگے۔ انہیں لڑکیاں دینے لگے۔ تو آج ہماری جس قدر مخالفت ہے۔ یہ جھاگ کی طرح بیٹھ جائے۔ یا بہت ہی خفیف رہ جائے تو درحقیقت عملی اختلاف ہی الف فی طبائع میں اشتعال پیدا کیا کرتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ عمل کئی اور راہوں سے بھی انسان پر اثر ڈالتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اسلام کی یہ تعلیم سنتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور وہ یہ بھی سنتا ہے۔ کہ کسی کا مال نہیں کھانا چاہیئے۔ اب جب وہ کہتا ہے۔ کہ

خدا ایک ہے۔

تو اس عقیدہ کی وجہ سے اس کی بیوی کو فاقے نہیں کرنے پڑتے۔ اور نہ اس کے بچے کو کوئی نقصان پہونچتا ہے۔ لیکن جب اسلام کی یہ تعلیم اس کے سامنے آتی ہے۔ کہ

کسی کا مال نہیں کھانا چاہیئے۔

تو فرض کرو کسی نے اس کے پاس سو روپیہ امانت کے طور پر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن کوئی گواہ نہیں ہوتا۔ اب وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اگر میں یہ روپیہ لے لوں۔ تو میرا بچہ جو بیمار ہے اس کے علاج پر یہ روپیہ صرف کر دوں گا۔ آخر حکیم بغیر فیس کے نہیں آتا نہ دوکاندار بغیر قیمت کے دوائیں دیتا ہے۔ پھر اس کی بیماری کا علاج ہو۔ تو کس طرح۔ پس ایسے موقعہ پر اس کے اور اسلام کی تعلیم کے درمیان اس کے بچے کی صحت آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ وہ اگر اسلام کی

امانت کے متعلق تعلیم

کو مانتا ہے۔ تو اس کا بچہ مرجاتا ہے لیکن خدا تعالےٰ کو اگر وہ ایک مانتا ہے۔ یا بالکل ہی خدا تعالےٰ کے وجود کو نہیں مانتا۔ تو اس سے اس کے بچے کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یا مثلاً میں نے زمینداروں کے متعلق بتایا تھا۔ کہ وہ اپنی

لڑکیوں کو ورثہ

نہیں دیتے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح جائداد غیر کے پاس چلی جائے گی۔ اور ان کی خاندانی عزت۔ اور وجاہت کم ہو جائے گی پس چونکہ اس تعلیم پر عمل کرنے سے ایک زمیندار یہ دیکھتا ہے۔ کہ اس کی عزت جاتی رہے گی۔ اس لئے عزت کا خیال عمل کے راستہ میں روک بن کر کھڑا ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالےٰ کو ایک مان کر تو اس کی عزت برباد نہیں ہوتی۔ یا جب وہ کہتا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ تو اس سے اس کی اقتصادی حالت پر اثر نہیں پڑتا۔ یا اگر وہ یہ کہتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ تو اس سے اس کی زمین کم نہیں ہوتی۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ اگر اس کا ایکڑ پہلے ۹ کنال کا ہوا کرتا تھا۔ تو خدا تعالےٰ کو ایک مان کر چھ کنال کا ایکڑ رہ جائے گا۔ لیکن جب وہ یہ کہتا ہے۔ کہ

شریعت کے مطابق ورثہ دینا چاہیئے

اور اس کا لڑکا لڑکی ہو۔ تو اس کی جائداد کا تیسرا حصہ اسی وقت کم ہو جاتا ہے۔ غرض خدا تعالےٰ کو ایک ماننے میں اسے نقصان نظر نہیں آتا۔ لیکن ورثہ کی تعلیم پر عمل کرنے میں فوراً نقصان نظر آنے لگتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ اگر میں نے اس پر عمل کیا۔ تو میری جائداد کا تیسرا حصہ غیر کے پاس چلا جائے گا۔ پھر نا معلوم اس کا میرے ساتھ کیسا تعلق ہو۔ وہ میرا شریک بن کر مجھے نقصان پہونچائے گا۔ اور میں اتنی عزت کا مالک نہیں رہوں گا۔ جتنی عزت کا اب مالک ہوں۔ غرض جب وہ خدا تعالےٰ کا۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا قائل ہوتا ہے۔ تو اس کی عزت اس کے راستہ میں حائل نہیں ہوتی۔ نہ بیٹے حائل ہوتے ہیں۔ لیکن جونہی وہ لڑکی کو ورثہ دینے لگتا ہے۔ بیٹے کی شکل اس کے سامنے آجاتی ہے۔ جو اس سے رحم کی درخواست کر رہا ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے باپ مجھ پر رحم کر۔ پس خدا ایک ہے۔ کہنے کے نتیجہ میں اس کے بیٹے کی شکل اس کے سامنے نہیں آتی۔ لیکن جب اسے یہ تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ اپنی بیٹی کو ورثہ دو۔ تو فوراً اس کے بیٹے کی شکل اس کے سامنے آجاتی ہے۔ اور وہ اُسے یہ کہتا نظر آتا ہے۔ کہ باپ تم نے سو ایکڑ میں بمشکل زندگی بسر کی تھی۔ اب مجھ سے یہ کس طرح امید کرسکتے ہو۔ کہ میں چھیاسٹھ ایکڑ میں گزارہ کر سکوں گا۔ پس لڑکی کو ورثہ دینے کا حکم سن کر بیٹے کی شکل اس کے سامنے آجاتی۔ اور

عمل کے راستہ میں روک

بن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ یا مثلاً ظلم کا سوال ہے۔ ایک آدمی مرجاتا ہے اس کی جائداد کا سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس کا ایک چھوٹا سا یتیم بچہ رہ جاتا ہے۔ زمیندار جس وقت ہل کے کھیت کے کنارہ پر پہونچتا ہے۔ تو اسے خیال آتا ہے۔ مجھے اپنی زمین میں سے دس من دانے آئیں گے۔ میرے اتنے لڑکے ہیں۔ اتنی لڑکیاں ہیں۔ میری بیوی ہے۔ میرے عزیز اور رشتہ دار ہیں۔ ان سب کے خرچ کا میں ذمہ دار ہوں۔ دس من دانے تو کافی نہیں ہونگے۔ اس پر وہ کہتا ہے۔ ساتھ کے

کھیت کی حفاظت کرنیوالا

کوئی نہیں۔ اس زمین کا مالک مرچکا ہے۔ اور بچہ چھوٹا ہے۔ اگر میں دو گز اور زمین میں اپنا ہل چلالوں۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ دس من کی بجائے میرے دانے گیارہ من ہو جائیں گے۔ اور اس طرح گزارہ اچھا ہوسکے گا۔ یہ خیال آتے ہی اس کے بیل آگے چلنے لگ جاتے ہیں۔ اور یہ بتہ شکنی کرکے دوسرے کی زمین کے ٹکڑے کو اپنی زمین میں ملا لیتا ہے۔ مگر کبھی خدا تعالےٰ پر ایمان لانا۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سچا رسول تسلیم کرنا یا قیامت اور جزا و سزا کے دن کو ماننا اس طرح اس کے عمل کے رستہ میں روک نہیں بنتا یا مثلاً

دین کی خاطر چندہ دینے کا سوال

ہے۔ جب ہم اس سے سب سے بڑا چندہ مانگتے۔ اور کہتے ہیں۔ اپنے دل سے سب بتوں کو نکال دے۔ تو وہ اس کے لئے فوراً تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن جب چند پیسوں کا سوال آجائے۔ تو وہ اس کے لئے اتنا تیار نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ عقیدہ کے ساتھ کوئی مادی چیز نہیں دینی پڑتی۔ لیکن چندہ دینے میں چونکہ مادی چیز دینی پڑتی ہے اس لئے فوراً اُسے خیال آجائے گا۔ کہ میں تو آگے ہی تنگی سے گزارہ کر رہا ہوں۔ اگر چندہ دے دیا۔ تو میرے بیوی بچے کیا کھائیں گے۔ یا اسی طرح جانی قربانی کا سوال ہے۔ یا

دین کے لئے وطن چھوڑنے کا سوال

ہے۔ ایسے موقعوں پر معاً انسان کو اپنے بیوی بچوں کا خیال آجاتا ہے۔ وہ کہتا ہے اگر میں غیر ملک کو چلا گیا۔ تو میری بیوی کو کھانے پینے کا سامان کون لا کر دیا کریگا بچوں کی نگرانی کون کرے گا۔ غرض انسان کے جذبات اور اس کی محبت کے تعلقات جن وجودوں سے وابستہ ہیں۔ عمل کے میدان میں وہ قدم قدم پر روک بنتے اور اس سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ دیکھنا ہمارا خیال رکھنا۔ دیکھنا ہمارا خیال رکھنا۔ پس اس لئے قدم قدم پر وہ عمل کے راستہ سے اسے ہٹا دیتے ہیں۔ لیکن عقیدہ کے بارہ میں کوئی ایسی بات پیش نہیں آتی۔ جب یہ عقیدہ میں ایک ہوتے ہیں۔ تو میاں بیوی اور بچے سارے ہی خدا تعالےٰ کو مانتے ہیں سارے ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے قائل ہوتے ہیں۔ سارے ہی قرآن مجید کو خدا تعالےٰ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان عقائد کے بارہ میں اس کے راستے میں روک بن کر کھڑے نہیں ہوتے لیکن جب

عملی قربانی کا سوال

ہو۔ جب دیانت اور امانت کے قائم کرنے کا سوال ہو۔ تو اس وقت سو دفعہ یہ روک بن کر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ صرف چند مثالیں میں نے بیان کی ہیں ورنہ بیسیوں اعمال ایسے ہیں۔ کہ انسان ان کے کرنے میں اس لئے کمزوری دکھاتا ہے۔ کہ اس کے بیوی بچے اس کے ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ عملاً اس کے ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ بلکہ ان کی محبت کا ہاتھ اسے نیکی کی باتوں پر عمل نہیں کرنے دیتا۔ جب یہ

سرکاری عدالتوں میں رشوت

لینے کے لئے بیٹھتا ہے۔ اس وقت اسے اس کے بیوی بچے نہیں کہتے۔ کہ تم رشوت لو۔ مگر ان کی شکل اس کے سامنے آجاتی ہے۔ اور ان کی محبت میں مجبور ہو کر وہ رشوت لے لیتا ہے۔ یا جب یہ ایک یتیم اور مسکین کی حق تلفی کرتا ہے۔ تو اس وقت اسے اس کے بیوی بچے یہ نہیں کہتے کہ تو حق تلفی کر۔ بلکہ ان کی محبت کی وجہ سے وہ حق تلفی کرتا ہے۔ اور یہ محبت اس کے دل و دماغ پر اس قدر غالب ہوتی ہے کہ اگر وہ خود بھی اُسے اس بات سے روکیں اور منع کریں۔ تب بھی وہ نہیں رکتا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ ذمہ واری مجھ پر ہے۔ ان کو کیا پتہ کہ کس مصیبت سے روزی کمائی جاتی ہے۔ تو

انسانی اعمال کی درستی

میں جذبات اور جذبات کو ابھارنے والے رشتے روک بن کر کھڑے ہو جاتے۔ جس کی وجہ سے اعمال کی اصلاح عقیدہ کی اصلاح کی نسبت زیادہ مشکل ہو جاتی ہے۔ جب تک اس کی

خدا تعالےٰ سے محبت

ایسے مقام پر نہ پہونچ جائے۔ کہ اس محبت کی شدت کے مقابلہ میں بیوی بچوں کی محبت اور ان کا اصرار اور ان کی وہ شکلیں جو اسے اپیل کرتی ہیں۔ دھندلی ہو جائیں اور وہ ان کے اثر سے آزاد ہو جائے۔ اس وقت تک عمل کی اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے۔ یا پھر اصلاح کی دوسری صورت یہ ہے۔ کہ دُنیا کا نظام ایسا تبدیل ہو جائے۔ کہ اسے بددیانتی کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اور جو اس کی مشکلات ہوں۔ وہ آپ ہی آپ دور ہو جائیں۔ اگر جو لوگ فاقے مر رہے ہوں۔ انہیں کھانے کے لئے روٹیاں ملنے لگیں۔ جو ننگے پھر رہے ہوں۔ انہیں پہننے کے لئے کپڑے مل جائیں۔ اور جو غریب ہوں۔ ان کی غربت دور ہو جائے۔ تب بھی نیک اعمال میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے لیکن جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں۔ نہ ان کی ضرورتیں پوری ہوں۔ اور نہ

خدا تعالےٰ کی محبت

ایسے مقام پر پہنچی ہوئی ہو۔ کہ وہ باقی محبتوں کو مٹا دے۔ اس وقت تک یہ امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ اعمال کی اصلاح ہو سکے یہ دونوں چیزیں ہیں۔ جو اصلاح کیا کرتی ہیں۔ اور ان دونوں کا ایک وقت میں موجود ہونا اصلاح کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ کامل اور ناقص ہر ایک کی اصلاح ہو سکے۔ لیکن اگر یہ دونوں ایک وقت میں میسر نہ ہوں۔ تو کم سے کم ایک چیز کا پیدا کرنا دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ یا تو ہمیں انسانوں کے قلوب میں خدا تعالےٰ کی محبت ایسے مقام پر لانی ہوگی۔ کہ اس محبت کے مقابلہ میں انہیں دنیا کی تمام محبتیں بھول جائیں۔ اور یا پھر ہمیں ان کی تکالیف دور کرنی اور ان کی ضروریات پوری کرنی پڑیگی تاکہ جس حد تک بددیانتی مجبوری سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ازالہ ہو جائے۔

چھٹا سبب

جو اعمال کی اصلاح عقیدہ کی اصلاح کی نسبت زیادہ مشکل بنا دیتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ عقیدہ کا خیال ہر وقت نہیں رکھنا پڑتا۔ لیکن عمل کا خیال ہر وقت رکھنا پڑتا ہے۔ مثلاً جب ایک انسان یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ تو ایک دفعہ یہ عقیدہ رکھ لینے کے بعد کہ خدا ایک ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا۔ کہ وہ ہر دو گھنٹے کے بعد دہرائے۔ اور کہے کہ خدا ایک ہے۔ ظہر کے وقت پھر کہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ عصر کے وقت پھر کہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ مگر عمل کے بارہ میں بار بار توجہ کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ مثلاً ایک دوکاندار ہے۔ اسے ہم نے کہہ دیا۔ کہ

دیانت سے کام کرنا

یہ کہنے کو ایک بات کہی گئی ہے۔ مگر اس میں اور یہ عقیدہ رکھنے میں کہ خدا ایک ہے۔ بہت بڑا فرق ہے۔ جب وہ دوکاندار یہ کہتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ تو اس کے متعلق بار بار اس کے دل میں سوال پیدا نہیں ہوتا۔ نہ لالچ کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کہے خدا ایک نہیں۔ دو ہیں۔ دو نہیں تین ہیں۔ لیکن دیانت کے متعلق دن میں پندرہ بیس دفعہ اس کے سامنے سوال آجاتا ہے۔ ایک شخص اس کے پاس آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ مجھے چار آنے کی مصری دو۔ معاً اسے خیال آتا ہے۔ کہ میں اُسے چار آنے کی مصری دوں یا پونے چار آنے کی دوں۔ اسے کیا پتہ۔ کہ چار آنے کی مصری کتنی آتی ہے۔ اس کے بعد ایک اور شخص آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ مجھے آٹھ آنے کی مصری دو۔ اس وقت پھر اسے خیال آتا ہے۔ کہ میں اسے آٹھ آنے کی مصری دوں یا ساڑھے سات آنے کی دوں۔ اسے کیا پتہ کہ میں نے اسے دو پیسے کی مصری کم دی ہے۔ وہ جاتا ہے تو ایک اور شخص آتا ہے۔ اور کہتا ہے مجھے گرم مصالحہ دینا۔ یہ پھر سوچتا ہے۔ کہ میں وزن میں اسے گرم مصالحہ کم دوں یا نہ دوں۔ یا کیوں نہ اسے ردی مصالح دے دوں۔ اس طرح گرم مصالحہ میں سے مجھے دمڑی یا دھیلہ بچ جائے گا۔ اسی طرح کوئی آٹا لینے آتا ہے۔ کوئی آلو لینے آتا ہے۔ کوئی تیل لینے آتا ہے۔ اور ہر گاہک کے آنے پر اس کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ میں بددیانتی کروں یا نہ کروں لیکن یہ عقیدہ رکھنے کے بعد کہ خدا تعالےٰ ایک ہے۔ اس کے متعلق بار بار اس کے سامنے سوال نہیں آتا۔ یا مثلاً

جھوٹ بولنے کی عادت

ہے۔ جتنی دفعہ کوئی دوست اسے ملتا ہے۔ اور وہ اس سے کوئی بات پوچھتا ہے۔ اسے خیال آجاتا ہے۔ کہ جو بات یہ پوچھتا ہے اس میں اس کا اپنا فائدہ ہوگا۔ یا دوسرے کا نقصان ہوگا۔ پس میں اپنے فائدہ کی بات کہوں یا نہ کہوں۔ اور اس کو دکھ دینے والی بات زبان سے نکالوں یا نہ نکالوں مگر کتنی دفعہ یہ سوال اسکے سامنے آتا ہے کہ خدا ایک ہے یا نہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے سچے رسول ہیں یا نہیں

کبھی کوئی مذہبی بحث ہوئی - اور کسی نے دریافت کیا - تو اور بات ہے - ورنہ کئی آدمی ایسے ہونگے - جن سے کئی کئی مہینوں تک کبھی کسی شخص نے یہ نہیں پوچھا ہوگا - کہ خدا ایک ہے - یا نہیں - اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں یا نہیں - نہ وُہ سوال اس رنگ کا ہوتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں کوئی قربانی کرنی پڑتی ہو -

پس اول تو عقائد کے متعلق کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - اور اگر کبھی پیدا ہو - تو اس کے لئے

کسی قربانی کی ضرورت

نہیں ہوتی - لیکن عمل کا سوال ہر وقت انسان کے سامنے آتا رہتا ہے - اذان ہوتی ہے - اور ایک دوکاندار اُٹھ کر نماز پڑھنے کے لئے چلا آتا ہے - دُوسرا دوکاندار اسے دیکھتا - اور جھٹ خیال کرتا ہے - کہ یہ تو اس وقت نماز پڑھنے چلا گیا ہے - اگر میں اس وقت اپنی دوکان کھلی رکھوں - تو کئی گاہک مجھ سے سودا لے لیں گے - اور اس طرح مجھے دو تین سے چار آنے یا آٹھ آنے کا زیادہ فائدہ ہو جائے گا - یہ خیال آنے پر اُدھر تو نماز کی تیاری ہو رہی ہوگی - اور ادھر یہ اپنی دوکان کھولے گاہکوں کے انتظار میں بیٹھا ہوگا - لیکن خدا تعالےٰ کی توحید - اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اس طرح بار بار اس کے سامنے نہیں آتی - اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ چونکہ اعمال پر اسے بار بار توجہ کرنی پڑتی ہے - اس لئے کبھی وُہ سست اور غافل ہو جاتا - اور عملی اصلاح کا پہلو ذاتی مفاد کے لئے چھوڑ دیتا ہے - اعمال پر بار بار توجہ دینے کی ایسی ہی مثال ہے - جیسے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو - جس طرح وُہ شخص جو گھوڑے پر سوار ہو - اُسے ہر وقت ہوشیار رہنا پڑتا ہے - اسی طرح مومن کو بھی ہر وقت

اپنے اعمال پر نگاہ

رکھنی پڑتی ہے - اور اگر وُہ ایک لمحہ کے لئے بھی غافل ہو جائے - تو گر جاتا - اور اعمال کی اصلاح میں کامیاب نہیں ہو سکتا -

(اس موقعہ پر حضور نے فرمایا -

مدرسوں کے اساتذہ

کو چاہیئے - کہ وُہ طالب علموں کو بتا دیا کریں کہ جمعہ کے وقت حرکات کرنی منع ہیں - طالب علم اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں اور ان میں سے ساٹھ فیصدی برابر ایک دوسرے کو اشارے کر رہے ہیں - یہ نہایت ہی شرمناک حرکت ہے - جو خطبہ کے آداب اور اس کے احترام کے سراسر خلاف ہے - بچوں کو کم سے کم ابتدائی دینی تعلیم تو اس قدر دینی چاہیئے - کہ وُہ خطبہ کے وقت ہر قسم کی حرکات سے بچیں - اور یہ صرف بچوں کا سوال نہیں بعض بڑے آدمی بھی ایسی حرکات کرتے رہتے ہیں)

تو عملی اصلاح میں یہ وقت پیش آتی ہے کہ اس کا ہر وقت خیال رکھنا پڑتا ہے اور چونکہ ہر وقت خیال نہیں رکھا جا سکتا اس لئے سستی پیدا ہو جاتی ہے - کیونکہ بسیاری طبائع ایسی ہیں - جو ہر وقت

عملی اصلاح کا خیال

نہیں رکھ سکتیں - جہاں ان کا خیال اِدھر اُدھر ہوا - اور انہوں نے عملی اصلاح سے غفلت کی - فوراً ان کا قدم ڈگمگا جاتا ہے - وُہ بیس دفعہ بد دیانتی سے بچتے ہیں - لیکن اکیسویں دفعہ ہوشیار نہیں ہوتے - اور کوئی فریب کر بیٹھتے ہیں - اور جب ایک فریب کرتے ہیں - تو اس کے بعد دُوسرا فریب کرتے ہیں - اور دُوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا - کیونکہ اگر ایک دفعہ بھی

دیانت کی زمام

انسان کے ہاتھ سے نکل جائے - تو وُہ ہمیشہ کے لئے نکل جاتی ہے - اور پھر اُسے تھامنے کے لئے بہت بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے - بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے - کہ انسان کسی سے لڑائی کرتا اور اسے گالی دے دیتا ہے - اس کے نتیجہ میں اسے ہمیشہ کے لئے

گالیوں کی عادت

ہو جاتی ہے - صرف پہلی دفعہ اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کا سوال ہوتا ہے - ورنہ اگر ایک دفعہ بھی کوئی بدی کرے - تو پھر انسان کا قدم لڑکھڑا جاتا اور صحیح راستہ پر بہت مشکل سے قائم ہوتا ہے -

ساتواں سبب

جس کی وجہ سے عقیدہ کی نسبت عمل کی اصلاح زیادہ مشکل ہوتی ہے - یہ ہے کہ عقائد کا تعلق خدا تعالےٰ کی ذات سے ہوتا ہے - اور اس وجہ سے اللہ تعالےٰ کی خشیت ہر وقت سامنے رہتی ہے - جب ہم کہتے ہیں - کہ اللہ ایک ہے - تو فوراً اللہ تعالےٰ کی ذات ہمارے سامنے آجاتی ہے - جب ہم کہتے ہیں - محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالےٰ کے رسول ہیں - تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ کی ذات ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے - جب ہم کہتے ہیں -

مرنے کے بعد بھی زندگی ہے

جس میں انسان کو اعمال کی جزا سزا ملے گی - تو اس عقیدہ کے ساتھ بھی خدا تعالےٰ کی ذات سامنے آجاتی ہے اسی طرح جب ہم کہتے ہیں - خدا تعالےٰ کے ملائکہ ہیں - جو نیکی کی تحریک کرتے ہیں - تو ملائکہ کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ کی ذات بھی ہمارے سامنے آجاتی ہے یا جب ہم کہتے ہیں - خدا تعالےٰ کی قضاء و قدر کا سلسلہ دُنیا میں جاری ہے - تو قضاء و قدر کے عقیدہ کے ساتھ خدا تعالےٰ کی ذات بھی ہمارے سامنے آجاتی ہے - غرض ہر عقیدہ ایسا ہے - جس کا محور خدا تعالےٰ کی ذات ہے اس میں ہمیشہ غصہ آنے کا کوئی سوال ہوتا ہے نہ لڑائی جھگڑے کا کوئی سوال ہوتا ہے

خالص اللہ تعالےٰ کی خشیت

اور اس کا تقوےٰ اس میں کام کر رہا ہوتا ہے - اس لئے عقیدہ کی اصلاح مشکل نہیں ہوتی - لیکن عملی اصلاح کا تعلق انسانوں سے ہے - اور انسانوں سے دُشمنی بھی ہوتی ہے - بے تعلقی بھی ہوتی ہے - ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے کوئی لالچ ہوتا ہے - یا جنہیں ہم سے کوئی غرض ہوتی ہے - اس لئے خشیت اللہ کی وُہ دیوار جو عقیدہ میں انسان کی حفاظت کر رہی ہوتی ہے - عمل میں نہیں کرتی - ایک انسان دوسرے کو کوئی نقصان پہونچا دیتا ہے - کچھ عرصہ کے بعد اتفاقاً دوسرے کو اس کے متعلق کوئی گواہی دینی پڑتی ہے - اور پوچھا جاتا ہے - کہ زید نے یہ کام کیا تھا - یا نہیں - وُہ سوچتا ہے - اگر میں کہدوں - نہیں - تو اسے نقصان پہونچ جاتا ہے - اور اگر ہاں کہدوں - تو وُہ بری ہو جاتا ہے - اس پر وُہ کہتا ہے اچھا اس نے مجھے فلاں وقت نقصان پہونچایا تھا - میں بھی اسے نقصان پہنچاتا ہوں اس خیال کے آتے ہی وُہ اس کے خلاف گواہی دے دیتا ہے - اور کہتا ہے اس نے وُہ کام نہیں کیا تھا - تو عقائد کا تعلق چونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے ہوتا ہے - اس لئے وہاں خشیۃ اللہ سے کام لیا جاتا ہے - لیکن اعمال کا چونکہ انسانوں سے تعلق ہوتا ہے - اور انسانوں سے تعلقات کشیدہ بھی ہو جاتے ہیں - اس لئے انسان عملی میدان میں بہت سی کمزوریاں دکھا دیتا ہے - اور جہاں سچ بولنے کا سوال آتا ہے وُہ یہ خیال نہیں کرتا - کہ اللہ تعالےٰ نے جھوٹ سے منع کیا ہوا ہے - بلکہ وُہ کہتا ہے اس شخص نے فلاں وقت مجھے نقصان پہونچایا تھا - میں اسے کیوں نقصان نہ پہونچاؤں یہ خیال نہیں آتا - کہ سچ بولنے کا خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہوا ہے تو عقیدہ کے معاملہ میں ہر وقت -

خداتعالیٰ کی ذات انسان کے سامنے

رہتی ہے۔لیکن عمل کے معاملہ میں انسانوں کی ذات سامنے رہتی ہے۔ اور اسی وجہ سے بسا اوقات لالچ۔ دوستانہ۔ رشتہ داری۔ لڑائی۔ بغض اور کینہ انسانی اعمال کے اچھے حصوں کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ ان تمام وجوہ سے وہ عقیدہ کو اور نقطہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور عمل کو اور نقطہ نگاہ سے۔ وہ امانت کو اس نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہوا ہے۔ بلکہ اس نقطہ نگاہ کے ماتحت دیکھتا ہے۔ کہ اس خاص موقعہ پر امانت کی وجہ سے اس کے دوستوں یا دشمنوں پر کیا اثر پڑتا ہے اسی طرح وہ سچ کو اس نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ کہ

خداتعالیٰ نے سچ بولنے کا حکم دیا ہے۔

بلکہ وہ اس نقطہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کہ آیا اس سے اُسے یا اس کے دوستوں اور عزیزوں کو کوئی نقصان تو نہیں پہونچے گا۔ غرض عقیدہ کا چونکہ خداتعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے اس لئے عقائد میں خشیت اللہ کام کرتی رہتی ہے۔ اور اس سے عقیدہ کی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔ لیکن اعمال چونکہ بندوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے اعمال میں خشیت اللہ کا خانہ خالی رہتا ہے۔ اور عمل کی اصلاح بہت مشکل ہو جاتی ہے۔

آٹھواں سبب

یہ ہے۔ کہ عمل کی اصلاح دنیا میں ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک خاندان کی اصلاح نہ ہو لیکن عقیدہ کی اصلاح اپنے طور پر ہو جاتی ہے۔ جب انسان یہ عقیدہ رکھے۔ کہ خدا ایک ہے۔ تو خواہ اس کے بیوی بچے یہ مانتے ہوں کہ خدا ایک نہیں دو ہیں۔ ان پر اس عقیدے کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور نہ اُن کے عقیدے کا اس کے عقیدے پر کوئی اثر ہوگا لیکن جب یہ کہتا ہے۔ دیانتداری اختیار کی جائے۔ تو دیانتداری اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کی بیوی اور بچے اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتے یہ چاہے کتنا ہی حلال مال کما کر لاتا ہو لیکن اگر اس کی بیوی ہمسایوں کو لوٹتی رہتی ہے۔ یا اس کا بچہ رشوت کا مال گھر میں لاتا رہتا ہے۔ تو اس کی روزی حلال بن کس طرح سکتی ہے عقیدہ ایسی چیز نہیں۔ کہ اسے اکٹھا کیا جا سکے۔ اس لئے یہ ہو سکتا ہے۔ کہ خاوند کا کوئی اور عقیدہ ہو اور بیوی کا اور لیکن اعمال میں یہ بات نہیں ہوتی

اعمال کا ایک دوسرے پر اثر پڑتا ہے

اور اس لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ سب خاندان کے اعمال درست ہوں۔ جیسے ایک شخص خواہ کتنی ہی دیانت سے روپیہ کمائے۔ وہ حلال کی روزی اس وقت تک کہلا ہی نہیں سکتا۔ جب تک اس کی بیوی اور اس کے بچوں کا کمایا ہوا روپیہ بھی حلال نہ ہو کیونکہ روپیہ نے ایک جگہ جمع ہونا اور اکٹھا خرچ ہونا ہوتا ہے۔ اور اگر حلال میں حرام مال ملتا رہے۔ تو وہ ساری کمائی کو خراب کر دیتا ہے جیسے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

ایک دوست ولایت گئے۔ جب وہاں سے واپس آئے۔ تو انہوں نے سُنایا۔ کہ جس گھر میں میں رہتا تھا۔ میں نے اس کی مالکہ کو سختی سے کہا ہوا تھا۔ کہ میں سؤر کا گوشت نہیں کھایا کرتا۔ میرے لئے الگ بکرے کا گوشت پکایا کرو وہ کچھ مدت تک مجھے گوشت کھلاتی رہی۔ اور کہتی رہی۔ کہ یہ سؤر کا گوشت نہیں۔ بکرے کا ہے۔ ایک دن میں اتفاقاً باورچی خانہ میں چلا گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہ کانٹے سے ایک بڑے برتن میں سے ایک ایک بوٹی نکالتی اور دوسرے برتن میں ڈالتی جاتی ہے۔ میں نے کہا یہ کیا کرتی ہو۔ وہ کہنے لگی۔ تم جو کہتے ہو۔ کہ میں سؤر کا گوشت نہیں کھاتا۔ میں تمہارے لئے بکرے کی بوٹیاں سؤر کی بوٹیوں میں سے الگ کر رہی ہوں۔ اس دن معلوم ہوا۔ کہ وہ

سؤر اور بکرے کا گوشت ایک ہی برتن میں

پکاتی۔ بکرے کی بوٹیاں امتیاز کے لئے ذرا چھوٹی رکھتی۔ اور جب گوشت پک جاتا۔ تو بکرے کی بوٹیاں الگ کر کے انہیں کھلا دیتی

اس دوست نے ذکر کیا

کہ اس پر میں اس سے سخت ناراض ہوا۔ اور کہا۔ کہ تم تو مجھکو حرام کھلاتی رہی ہو۔ سؤر کے گوشت کے ساتھ کوئی دوسرا گوشت پکانا منع ہے۔ یہ سنکر وہ بہت بگڑی۔ مگر آخر کہنے لگی اچھا میں تمہارے لئے بکرے کا گوشت الگ برتن میں پکایا کروں گی۔ وہ کہنے لگے۔ چند دنوں کے بعد پھر جو میں باورچی خانہ میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ دو ہنڈیاں چڑھی ہوئی ہیں۔ ایک میں سؤر کا گوشت ہے۔ اور دوسرے میں بکرے کا۔ اس کے پاس ایک چمچہ ہے۔ وہ کبھی ایک ہنڈیا میں پھیرتی ہے۔ اور کبھی دوسری میں۔ اس پر میں نے پھر اُسے منع کیا۔ تو وہ ناراض ہو گئی اور کہنے لگی۔ میں اس احتیاط کی قائل نہیں بھلا سؤر کے گوشت والا چمچہ بکرے کے گوشت میں پھیرنے سے کیا نقصان ہو جاتا ہے اس مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے جب گھروں پر نظر دوڑائی جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ہر گھر میں صرف ایک آدمی کا کمایا ہوا مال نہیں آتا۔ بلکہ اس میں کچھ حصہ باپ کا ہوتا ہے۔ کچھ بیٹے کا حصہ ہوتا ہے۔ کچھ بیوی کا حصہ ہوتا ہے۔ زمینداروں میں خصوصاً یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ خاوند زمینداری کرتا ہے۔ اور بیوی گھی بیچ رہی ہوتی ہے یا انڈے بیچ رہی ہوتی ہے۔ یا مرغیاں بیچ رہی ہوتی ہے۔ اور اس میں بیسیوں ٹھگی کے موقعے اسے ملتے رہتے ہیں۔ اب خاوند خواہ کتنی دیانتداری سے زمینداری کرے اگر اس کی بیوی حرام خوری کرتی ہے یا بیوی تو دیانت دار ہے۔ مگر خاوند بددیانت ہے۔ بیوی تو صاف ستھرا گھی لاتی۔ اور نہایت مناسب قیمت پر اسے فروخت کرتی ہے۔ لیکن خاوند اپنے کام میں بددیانتی کرتا اور حرام کا مال کما کر گھر میں لاتا ہے۔ تو اس صورت میں ان کی روزی حلال کی روزی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اس میں حرام رزق شامل ہوتا رہتا ہے۔ تو عقیدہ الگ رکھا جا سکتا ہے۔ مگر عمل الگ نہیں رکھا جا سکتا اس لئے عمل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا۔ جب تک

سارے خاندان کے اعمال

درست نہ ہوں۔ اور سارے خاندان کے اعمال درست کرنے میں پھر دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ مثلاً عبادت ہے۔ جب یہ صبح اپنے بچے کو نماز کے لئے جگانے لگتا ہے۔ اس وقت فوراً جذبات محبت اس کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور دل میں کہتا ہے۔ سخت سردی ہے میں اسے کیوں جگاؤں۔ اگر نماز کے لئے جگایا تو اسے سردی لگ جائے گی۔ پھر وہ بیوی کو نماز کے لئے جگانے لگتا ہے۔ تو اس وقت بھی محبت کے جذبات اس کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے۔ ساری رات یہ بچے کو اٹھا کر پھرتی رہی ہے۔ اب میں اسے جگاؤں گا تو اس کی نیند خراب ہو جائے گی۔ بہتر ہے۔ کہ یہ سوئی رہے نماز پھر پڑھ لیگی۔ لیکن جب وہ کہتا ہے۔ اللہ ایک ہے۔ تو اس کے سامنے سردی گرمی کا سوال نہیں آتا۔ وہ کہتا ہے۔ بیوی کہو اللہ ایک ہے۔ اور بیوی کہدیتی ہے۔ اللہ ایک ہے۔ وہ کہتا ہے۔ بیٹا کہو لا الٰہ الّا اللّٰہ اور بیٹا کہہ دیتا ہے۔ لا الٰہ الا اللّٰہ لیکن جب نماز کا سوال آتا ہے تو نماز چونکہ قربانی کا مطالبہ کرتی ہے۔ اس لئے کبھی سخت سردی اور کبھی سخت گرمی کا عذر اس کے سامنے آجاتا ہے۔ چھ مہینے اس کے سامنے یہ سوال رہتا ہے۔ کہ سخت سردی ہے۔ ان ایام میں بچہ کو نماز کے لئے کیوں جگاؤں۔ اسے سردی لگ جائیگی۔ اور چھ مہینے اس کے سامنے یہ سوال رہتا ہے۔ کہ نازک اور پھول سا بچہ ہے۔ نماز پڑھنے گیا۔ تو اسے گرمی لگ جائے گی۔ پھر کبھی بیوی کو جگاتے وقت یہ خیال آجاتا ہے۔ کہ یہ ساری رات تو بچے کو اٹھائے پھرتی رہی ہے اس لئے

بہتر ہے

کہ سوئی رہے۔ نماز پھر پڑھ لے گی۔

غرض قدم قدم پر جذبات اور احساسات

اس کے سامنے آجاتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ ان کی اصلاح ہوتی ہے اور نہ اس کی اپنی اصلاح مکمل ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالٰے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ قوا انفسکم واھلیکم ناراً ۔ اے میرے بندو نہ صرف اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ ۔ بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی آگ سے بچاؤ ۔ تمہارا صرف اپنے آپ کو آگ سے بچانا کافی نہیں ۔ بلکہ دوسروں کو بچانا بھی ضروری ہے ۔ کیونکہ اگر دوسرا انہیں نہ بچے گا تو وہ تمہیں بھی لے ڈوبے گا ۔ پس اعمال کی اصلاح میں ایک بہت بڑی روک یہ بھی ہوتی ہے ۔ کہ اعمال کی اصلاح اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی ۔ جب تک خاندان کی اصلاح نہ ہو ۔ اور خاندان کی اصلاح میں بسا اوقات انسان اپنے بچوں اور اپنی بیوی کی تکلیف کا خیال رکھنے کی وجہ سے ناکام رہتا ہے ۔

اس جگہ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس سبب اور اس سے پہلے سبب میں بہت بڑا فرق ہے ۔ پہلا سبب یہ تھا کہ اعمال کی اصلاح اس لئے مشکل ہوتی ہے ۔ کہ اس کا اقوال سے تعلق ہوتا ہے اور اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ عمل کی اصلاح کے لئے خاندان کی اصلاح ضروری ہے اور بسا اوقات انسان عملی اصلاح سے اس لئے سستی کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے اس سے دوسرے عزیز کو تکلیف ہو گی ۔ مثلاً

جھوٹ بولنا بچے کہاں سے سیکھتے ہیں

جھوٹ بولنا وہ یا ماں باپ سے سیکھتے ہیں یا بازاروں میں پھرنے والے لڑکوں سے اور بازاروں میں وہ اسی لئے پھرتے ہیں کہ ان کے ماں باپ کہتے ہیں ۔ ہم اپنے بچے کو گھر میں کہاں بٹھائے رکھیں اس کا دل میلا ہو گا ۔ جس طرح اور بچے گلی کوچوں میں پھرتے ہیں یہ بھی جائے اور پھرے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جاتا ہے اور دوسرے بچوں سے جھوٹ بولنا ۔ گالیاں دینا اور چوری کرنا سیکھ جاتا ہے اگر وہ لڑکے کی تکلیف کا خیال نہ کرتے بلکہ اس کی نگرانی رکھتے اور برے لڑکوں کے پاس اسے نہ بیٹھنے دیتے تو نہ وہ گالیاں دینی سیکھتا ۔ نہ چوری کرنا سیکھتا ۔ نہ جھوٹ بولنا سیکھتا مگر

ماں باپ کی نرمی

کی وجہ سے یہ تمام عیب پیدا ہوتے ہیں کیونکہ وہ بچے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے ۔

یہ روکیں ہیں جو اعمال کی اصلاح میں پیدا ہوتی ہیں ۔ گو اور بھی بعض اسباب ہیں ۔ جن کی وجہ سے اعمال کی اصلاح عقیدہ کی اصلاح کی نسبت زیادہ مشکل ہوتی ہے ۔ لیکن مثال کے طور پر میں نے

آٹھ باتیں

بتائی ہیں ۔ جن کی وجہ سے عمل کی اصلاح زیادہ مشکل ہوتی ہے اور عقیدہ کی اصلاح اس کی نسبت بہت زیادہ آسان ہوتی ہے ۔ عقیدہ میں جب ہم کہتے ہیں کہو اللہ ایک ہے تو دوسرا جھٹ اسے مان لیتا ہے لیکن عمل میں کئی جگہ

عادت روک بن کر کھڑی ہو جاتی ہے

اور وہ انسان کو بے بس کر دیتی ہے ہم ایک شخص سے کہتے ہیں تمہیں سچ بولنا چاہئے ۔ وہ ہماری اس نصیحت کو تسلیم کرتا اور کہتا ہے ۔ ہاں جی سچ بولنا چاہئے لیکن ذرا آگے چلتا ہے تو جھوٹ بول لیتا ہے ۔ کیونکہ جھوٹ بولنے کی اسے عادت ہو چکی ہوتی ہے ۔ وہ ہم سے کہتا ہے ۔ میں

ہمیشہ سچ بولوں گا

لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس کے بیٹے کی کسی سے لڑائی ہو جاتی ہے ۔ پولیس تحقیقات کرتی ہے تو وہ پولیس کی گرفت سے اپنے بچے کو بچانے کے لئے کہہ دیتا ہے ۔ میرا بچہ تو یہاں تھا ہی نہیں وہ تو لاہور گیا ہوا تھا ۔ یا ہم سے کہہ جاتا ہے میں آئندہ باقاعدہ نماز پڑھوں گا ۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز پڑھواؤں گا ۔ لیکن جب گھر پہنچتا ہے ۔ اور اپنے بچوں سے کہتا ہے

اٹھو نماز کے لئے

مسجد میں چلیں ۔ تو اسے یہ خیال آجاتا ہے اور باہر جھانک کر دیکھتا ہے اور کہتا ہے اس وقت سخت لو چل رہی ہے بہتر ہے یہیں نماز پڑھ لیں ۔ پھر گھر پر کون نماز پڑھتا ہے ۔ مسجد میں جاتے ہوئے تو اسے ہر کوئی دیکھتا ہے اور اسے بھی خیال آتا ہے ۔ کہ مجھے تعہد سے نمازیں پڑھنی چاہئیں ۔ لیکن جب اس کے دل میں گھر پر نماز پڑھنے کا خیال آتا ہے تو چونکہ گھر پر اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا ۔ اس لئے آہستہ آہستہ نماز پڑھنی ہی چھوڑ دیتا ہے ۔ یا صبح کے وقت جب بچہ کو جگانا ضروری ہوتا ہے ۔ اسے خیال آجاتا ہے کہ بچہ ہے اس کی

نیند خراب ہو جائیگی

بیوی رات بھر جاگتی رہی ہے ۔ اسے بھی نہیں جگانا چاہئے ۔ یہی امانت دیانت اور راستی کا حال ہے ۔ غرض ہر کام کے کرتے وقت

کئی روکیں

حائل ہونے لگتی ہیں ۔ لیکن عقیدہ کے بارے میں ایسی روکیں حائل نہیں ہوتیں ۔ پھر اعمال کے بارہ میں یہ لوگوں کا نقال بناتا ہے ۔ ایک شخص کو دیکھتا ہے کہ وہ اکڑ کر جا رہا ہے ۔ اس کے سر پر ہیٹ ہے اس کی مونچھیں اور ڈاڑھی منڈی ہوئی ہیں ۔ یہ خیال کرتا ہے ۔ کہ اگر میں بھی ڈھائی روپے کی ٹوپی سر پر رکھ کر انگریز بن جاؤں تو کیا حرج ہے ۔ لوگ مجھے بھی صاحب سلام کہیں گے ۔ اور اس خیال کے آنے پر وہ دوسرے کی نقل میں ویسا ہی ہیٹ پہننا شروع کر دیتا ہے ۔ لیکن عقیدہ میں نقل کا خیال نہیں آتا ۔ کیونکہ وہ

مخفی چیز ہے

غرض اعمال کے بارہ میں ایسی روکیں موجود ہیں ۔ جو انسان کو اللہ تعالٰے کے راستہ سے ہٹا دیتی اور اس کے قرب سے پرے پھینک دیتی ہیں اور ہمارا فرض ہے ۔ کہ اگر ہم اعمال کی اصلاح کرنا چاہیں تو اس طرف توجہ کریں ۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ ہمیں اپنی

اصلاح کرنی چاہیئے

اصلاح نہیں ہو سکتی ۔ جب تک ہم وہ کوشش نہ کریں ۔ اور ان ذرائع کو اختیار نہ کریں ۔ جن کے نتیجہ میں اصلاح ممکن ہے ۔ ورنہ اس کے بغیر ہماری وہی حالت ہو گی جو

ایک برہمن کی مثال

میں بیان کی جاتی ہے ۔ ہندوؤں میں صبح کے وقت دریا پر نہانا نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے اور ہندوؤں میں سے برہمن تو اسے بہت ہی ضروری خیال کرتے ہیں ۔ کہتے ہیں لاہور میں کوئی برہمن صبح کو اشنان کرنے چلا سخت سردی کے دن تھے ۔ ہانپتا کانپتا دریا کی طرف جا رہا تھا ۔ کہ راستہ میں ایک اور برہمن اسے مل گیا ۔ جو اس کا واقف تھا ۔ اور جو دریا سے واپس آرہا تھا وہ پوچھنے لگا بتاؤ غسل کیسے کیا ۔ آج تو سخت سردی ہے ۔ وہ برہمن کہنے لگا میں تو دریا پر گیا مگر مجھے

نہانے کی جرأت

نہیں ہوئی ۔ یہ پوچھنے لگا پھر کیا کیا ۔ اس نے کہا ۔ میں نے ایک کنکر اٹھا کر دریا میں پھینک دیا ۔ اور کہا تورا شنان سو مورا شنان ۔ تیرا نہانا سو میرا نہانا ۔ اور یہ کہہ کر میں واپس آگیا ۔ یہ کہنے لگا اچھا پھر تورا شنان سو مورا شنان ۔ چلو پھر تیرا نہانا میرا نہانا ہو گیا اور وہیں سے اس کے ساتھ لوٹ آیا ۔ تو اس وقت تک

ہماری کوششیں اعمال کے میدان میں

ایسی ہی ہیں ۔ کہ تورا شنان سو مورا شنان ہم ابھی ان ذرائع کو اختیار کرنے کے لئے آمادہ ہی نہیں ہوئے ۔ جو ایسے زمانہ میں جب مذہب کے ساتھ حکومت نہ ہو اختیار کرنے ضروری ہوتے ہیں ۔ اور جن ذرائع کو اختیار کر کے ہم اپنے اعمال کو ایسا محفوظ کر سکتے ہیں کہ ہمارے

دل کی لالچیں

اور حرصیں ۔ ہمارے غصے اور ہماری نفرتیں ۔ ہماری آنکھوں کی نظر جو کسی کو پسند کرتی ہے اور کسی کو ناپسند ہمارے کانوں کی حس ۔ جو کسی

آواز کو اچھا

سمجھتی ہے اور کسی کو برا ۔ ہمارے رزق کی وسعت یا تنگی اور

ہماری عزتوں کی زیادتی

یا کمی ہمارے راستہ میں حائل نہیں ہو سکتی ۔

اور ہم تمام خطرات سے محفوظ رہ کر اسی طرح عملی اصلاح کر سکتے ہیں۔ جس طرح عقائد کی اصلاح میں ہم نے کامیابی حاصل کی ہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت

مختلف قسم کی قربانیوں کے لئے تیار

رہے۔ جب تک ہماری جماعت اپنے آپکو اسی طرح محفوظ نہیں کر لیتی۔ جس طرح نہر کے دو کنارے پانی کو لئے چلے جاتے ہیں۔ اس وقت تک اصلاح میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ وہ پانی جسے میدان میں بکھیر دیا جائے۔ کبھی وہ کام نہیں دے سکتا جو نہر کا پانی کام دیتا ہے۔ بکھرا ہوا پانی زمین میں بے فائدہ جذب ہو جاتا ہے۔ مگر نہر کا پانی زمینوں کو سرسبز و شاداب کرتا ہے۔ بارشیں کس قدر پانی لاتی ہیں۔ مگر کس طرح بکھر بکھر کر ان کا بہت سا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انسان جس کے فائدہ کے لئے وہ پانی اتارا گیا تھا۔ اسے محفوظ نہیں کرتا اس کے مقابلہ میں نہروں میں پانی بارشوں کے پانی کے مقابلہ میں کس قدر کم ہوتا ہے۔ مگر

نہر کا پانی

کس قدر زیادہ فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس جب تک حد بندی نہ ہو۔ اور جب تک بعض پابندیاں عائد نہ کی جائیں۔ اس وقت تک روحانی پانی بھی بکھرا رہتا ہے۔ لیکن جب ایک حد بندی کے ماتحت اس سے کام لیا جاتا ہے تو وہ عظیم الشان تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ یہ وہ پہلو ہے۔ جس پر ہماری جماعت کو خصوصیت سے غور کرنا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت کی اصلاح کے کیا ذرائع ہیں پھر وہ ذرائع جو ان کے ذہن میں آئیں۔ یا وہ ذرائع جو میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ ان کو اختیار کرنا چاہیئے۔ خواہ ان ذرائع کے اختیار کرنے میں انہیں کتنی بڑی قربانی کرنی پڑے۔

یوروپ میں ایک مشہور لیکچرار

تھا۔ اسے عادت تھی۔ کہ جب وہ لیکچر دیتا کندھے اوپر نیچے کرتا رہتا۔ لوگ اسے کہتے کہ تمہارا لیکچر تو بڑا اچھا ہوتا ہے۔ لیکن جب تم کندھے اوپر نیچے کرتے ہو۔ تو لوگ تمہیں دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگ جاتے ہیں۔ وہ ہر دفعہ اقرار کرتا۔ کہ آئندہ لیکچر میں یہ نقص نہیں ہوگا مگر جب پھر لیکچر دینے لگتا تو پھر اس کے کندھے ہلنے لگتے۔ آخر اس نے سمجھا کہ یہ نقص اس طرح دور نہیں ہوگا۔ بلکہ سختی سے یہ نقص دور کرنا پڑے گا چنانچہ اس نے گھر میں مشق شروع کی۔ وہ گھر پر لیکچر دیتا۔ تو دو تلواریں عین اپنے کندھوں کے اوپر لٹکا لیتا۔ تا

تقریر کے جوش میں

جب اس کے کندھے ہلیں تو تلواریں اُسے لگیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا۔ جب وہ جوش میں کندھے ہلاتا۔ تو تلوار غڑاپ سے اس کے کندھے میں گھس جاتی۔ اور وہ رک جاتا۔ پھر تقریر کرتے ہوئے کندھے ہلتے تو پھر تلوار آ لگتی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند دن کے بعد ہی اس کی عادت جاتی رہی۔ اسی طرح ہمیں بھی ایسے طریق ایجاد کرنے پڑیں گے۔ جن کے نتیجہ میں لوگ اس بات پر مجبور ہو جائیں۔ کہ نیک اعمال اختیار کریں جب تک اس تعہد اور اس ارادہ کے ساتھ ہم اصلاحی تدابیر اختیار نہیں کرتے چاہے ہزار سال گزر جائیں۔ ہم اسی جگہ بیٹھے رہیں گے۔ جس جگہ اب ہیں۔ ایک نقص کو دور کریں گے۔ تو دوسرا نقص آ جائے گا دوسرے نقص کو ہٹائیں گے۔ تو تیسرا نقص آ جائے گا۔ تیسرے نقص کو ہٹائیں گے۔ تو چوتھا نقص آ جائے گا۔ جیسے میں نے اپنا ایک رویا بیان کیا تھا۔ جس میں میں نے دیکھا۔ کہ

چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے

اور وہ کسی طرح بجھنے میں نہیں آتی۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ اور مجھے گھبرایا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ فلاں جگہ آگ کی جڑ ہے۔ اسے دباؤ تو تمام آگیں خود بخود بجھ جائیں گی۔ اسی طرح جب تک ہم

بدیوں کی جڑ

نہیں پکڑیں گے۔ اور جب تک ہم اس بات پر تیار نہیں ہو جائیں گے۔ کہ خواہ ہمیں اپنی بیویوں اپنے بیٹوں اپنی ماؤں اپنے باپوں اپنے بھائیوں اپنی بہنوں اپنے دوستوں اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں سے الگ ہونا پڑے۔ تو ہم الگ ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت تک عملی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ عملی اصلاح کے لئے ہمیں وہی طریق اختیار کرنا پڑے گا۔ جو

ہر نبی کے زمانہ میں

اختیار کیا جاتا ہے۔ کہ خاوند کو بیوی سے بیوی کو خاوند سے۔ بچے کو ماں سے۔ ماں کو بچے سے۔ بھائی کو بہن سے اور بہن کو بھائی سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ اس قربانی کو اختیار کئے بغیر اب چارہ نہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر احمدیت ایک تمسخر رہ جاتی ہے لیکن جب ہم اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جب ہم خدا کے لئے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی جدائی کو برداشت کر لیں گے۔ تو جیسا کہ خدا تعالےٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ وہ بچھڑے ہوؤں کو ملاتا ہے۔ ہماری جماعت کے بچھڑے ہوئے عزیز بھی مل جائیں گے۔ اگر

خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے

کسی وقت خاوند کو بیوی چھوڑنی پڑے۔ یا بیوی کو خاوند چھوڑنا پڑے۔ ماں باپ کو بچے چھوڑنے پڑیں۔ اور بچوں کو ماں باپ سے الگ ہونا پڑے۔ اسی طرح بھائی بھائی سے اور بہن بہن سے خدا کے لئے جدا ہو جائے تو یقیناً اس سے ہمیں نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ جب اس ابتلا میں ہماری جماعت کامیاب ہو جائے گی۔ تو پھر خدا ماؤں۔ باپوں۔ بیویوں۔ بھائیوں۔ بہنوں۔ بھانجیوں۔ پھوپھیوں اور خالاؤں کو اکٹھا کر دے گا۔ مگر وہ ایک دفعہ اس قربانی کو چاہتا ہے۔ جو اعمال کی اصلاح کے لئے ضروری ہے۔

ہم میں سے کتنے ہی ہیں

جنہوں نے عقائد کی اصلاح کے لئے اپنے والدین کو چھوڑا۔ کتنے ہی ہیں جنہوں نے اپنی بیویوں کو چھوڑا۔ کتنے ہی ہیں۔ جنہوں نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑا۔ اور انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اب اگر وہی قربانی ہماری جماعت عمل کی اصلاح کے لئے بھی کرے۔ تو اس دوسری آزمائش کے بعد ہماری چار دیواری مکمل ہو جاتی ہے اب تک ہماری صرف دو دیواریں عقائد والی ہیں۔ دو دیواریں جو عمل والی ہیں۔ وہ ابھی ہم نے نہیں بنائیں۔ اس وجہ سے چور آتا اور ہمارا مال اٹھا کر لے جاتا ہے لیکن جب ہم اس قربانی کے نتیجہ میں اپنی چار دیواری کو مکمل کر لیں گے۔ تو پھر چور کے داخل ہونے کے تمام راستے مسدود ہو جائیں گے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ خود بھی اس سوال پر غور کریں اور

جماعت کی عملی اصلاح کی تدابیر سوچیں

اور اگر ان کے ذہن میں کوئی تدبیر آئے۔ تو وہ مجھے بتائیں۔ جیسا کہ بعض دوست مجھے خطوط کے ذریعہ اطلاع دے رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہر ایک شخص کو یہ ارادہ کر لینا چاہیئے۔ کہ اگر دوبارہ اسے اس آگ میں کودنا پڑے جس آگ میں اسے احمدیت کو قبول کرتے وقت کودنا پڑا تھا۔ تو وہ اس کے لئے خوشی سے تیار ہوگا۔ وہ اس بات کے لئے تیار ہوگا۔ کہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ دے۔ وہ اس بات کے

لئے تیار ہوگا۔ کہ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دے۔ وہ اس بات کے لئے تیار ہوگا۔ کہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑ دے۔ مگر وہ اس بات کے لئے تیار نہ ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ کے احکام کا وہ حصہ عمل میں نہ لائے۔ جس کو عمل میں لانے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں۔ کہ ہمارے پاس

اعمال کی اصلاح کا علاج

موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنا مامور یونہی تو نہیں بھیجدیا۔ کس طرح ممکن ہے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہو۔ مگر وہ تدابیر نہ بتائی ہوں جن سے لوگوں کے اعمال کی اصلاح ہو سکے۔ اس نے تدابیر بتائی ہیں مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جماعت اس بات کا پختہ عہد کرے۔ کہ وہ ان تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہے گی۔

پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ عہد کریں۔ کہ

ہم ان تجاویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں

چاہے دوبارہ ان کے خاندانوں کو الٹ پلٹ کر دیا جائے۔ چاہے دوبارہ انہیں وہی قربانیاں کرنی پڑیں۔ جو انہوں نے شروع میں احمدیت کو قبول کرتے وقت کیں۔ پھر آپ لوگ دیکھیں گے۔ کہ کس طرح وہی عقدۂ لاینحل جسے بیس سال سے حل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مگر وہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ چند مہینوں میں حل ہو جاتا ہے۔ یا کم سے کم اس کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ عقائد کی اصلاح کی نسبت عمل کی اصلاح کے لئے

زیادہ جدوجہد کی ضرورت

ہوتی۔ اور لمبی قربانیوں کی حاجت ہوتی ہے۔ کیونکہ گو اس کے بعض حصے صرف ارادہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مگر بعض حصے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں لالچ۔ غصہ۔ محبت۔ نفرت یا عادت کا دخل ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے ان کی آہستہ آہستہ اصلاح ہوتی ہے۔ پس ایک طرف تو میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ

اصلاح اعمال کے ذرائع

پر غور کرے۔ اور جو مفید تجویز ہو۔ اس سے مجھے اطلاع دے۔ اور دوسری طرف جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اصلاح اعمال کی تجاویز میں ممد و معاون بنیں گے۔ وہ اپنے دلوں میں یہ نیت کر لیں۔ کہ اگر انہیں ان ذرائع کے اختیار کرنے کے نتیجہ میں اپنے بیوی بچوں۔ بھائیوں اور بہنوں اور دوسرے عزیز و اقارب کو چھوڑنا پڑے۔ تو وہ اس قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ اول تو ایمانداروں سے یہ امید ہی نہیں کیجا سکتی۔ کہ وہ یہ دھمکی سننے کے لئے تیار ہوں۔ ہمیں تو امید رکھنی چاہیئے کہ وہ اصلاح اعمال کے ذرائع سنتے ہی فوراً ان پر عمل کرنا شروع کر دیں گے۔ لیکن جو اس کے لئے تیار نہ ہوں جماعت کے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ صاف طور پر ان سے کہہ دیں کہ آج کے بعد ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ مت سمجھو کہ اس قسم کی ہنگامہ خیزی کوئی برا نتیجہ پیدا کرے گی۔ اللہ تعالےٰ کی خاطر کوئی قربانی برے نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے میرے شیطان کو بھی مسلمان بنا دیا ہے یعنی میرا شیطان بھی مجھے جو تحریک کرتا ہے وہ اچھی ہوتی ہے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو سچا اور کامل متبع ہو اس پر جو مشکلات آتی ہیں وہ اس کی تباہی کا موجب نہیں ہوتیں بلکہ ہر قربانی جو اسلام کی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ نے مقرر کی ہے وہ نیک نتائج ہی پیدا کرتی ہے اسے برے نتائج کا حامل کوئی نہیں بنا سکتا۔

عارف والا میں مناظرہ

عارف والہ ضلع منٹگمری میں ۲۴ر جون ۱۹۳۶ء کو احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مابین ایک مناظرہ قرار پایا ہے۔ اس لئے قرب و جوار کی جماعتوں کے احباب کثرت سے اس میں شریک ہوں۔ دوستوں کے قیام و طعام کا انتظام مقامی جماعت کی طرف سے ہوگا۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ڈسکہ کے احمدیوں کے متعلق پولیس کی صریح غفلت شعاریاں

احرار نئے حملہ کی تیاریاں کر رہے اور قتل کی کھلم کھلا دھمکیاں دے رہے ہیں

پولیس کا جانبدارانہ رویہ

ڈسکہ کی پولیس اور اس کے انچارج سب انسپکٹر نے اپنی احرار نوازی کی وجہ سے جو بدترین حالات ڈسکہ میں احمدیوں کے لئے پیدا کر دیئے ہیں۔ اور پولیس کی لاپروائی بلکہ حمایت سے احراری سرغنوں نے احمدیوں کے قتل عام کے لئے جو سازش ایک عرصہ سے شروع کر رکھی ہے۔ وہ ابھی کم حقہ رونما نہیں ہوئی۔ بلکہ احراری حلقوں میں اس کے لئے زور شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ یہ احمدیوں اور احراریوں کی آخری جنگ ہو گی۔ جس میں احمدی بچے بچے کو تہ تیغ کر کے ڈسکہ سے احمدیت کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ قطع نظر اس سے کہ اس طرح احمدیت نابود ہو جائے گی۔ سوال یہ ہے۔ کہ کیا پولیس نے کم از کم حال کے خونچکاں حادثہ سے سبق حاصل کر کے کوئی حفاظتی انتظام کیا ہے۔ کیا احراری فتنہ بازوں کو پرے رکھنے کی کوئی صورت کی گئی ہے۔ کیا سب انسپکٹر صاحب حلقہ ڈسکہ بتا سکتے ہیں۔ کہ ۳ر جون کے خونین حادثہ سے پہلے یا اس کے بعد یا حادثہ کے دوران میں یا اس کے بعد کوئی حفاظتی مدد انہوں نے دی۔ کیا چوہدری شکر اللہ خان صاحب کے مکان اور جان و مال کی حفاظت کے لئے کوئی ایک کانسٹیبل بھی مقرر کیا۔ کیا تصدق حسین پولیس کانسٹیبل کو جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے سے روکا گیا۔ جو کہ اب تک بدستور نہایت بے باکی اور دیدہ دلیری سے پہلے طرز عمل پر قائم ہے۔ کیا سب انسپکٹر پولیس کی عمداً کوتاہی۔ فرض ناشناسی۔ غفلت شعاری اس خونچکاں حادثہ کے رونما ہونے کی سب سے بڑی اور اہم وجہ نہیں۔ کیا شام سے لے کر شب کے ڈیڑھ بجے تک ایک نہایت قلیل جماعت پر مسلسل قاتلانہ حملے خشت باری اور مار پیٹ کا جاری رہنا پولیس کی فرض شناسی کا ثبوت ہے۔ جبکہ فقط ایک فرلانگ کے فاصلہ پر پولیس سٹیشن ہے۔ اور دوران حادثہ میں چار مرتبہ پولیس کو فوری امداد کے لئے طلب کیا گیا بے شک ان تمام حالات کا بنظر غور مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس خونچکاں حادثہ میں ڈسکہ پولیس کی احرار نوازی۔ فرض ناشناسی اور تصدق حسین پولیس کانسٹیبل کی اشتعال انگیزیوں اور منصوبہ سازیوں کا گہرا دخل ہے۔ اور ہمیں حیرت ہے۔ کہ قانون کے ماتحت قائم ہونے کا دعویٰ رکھنے والی حکومت میں ایسا طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ حکومت کو معلوم ہونا چاہیئے یہ لاٹھیوں۔ کلہاڑیوں اور تلواروں سے قاتلانہ حملے صرف جماعت احمدیہ ڈسکہ کے چند افراد پر نہیں کئے گئے۔ بلکہ تمام روئے زمین کے احمدیوں کے قلب و جگر پر کئے گئے ہیں۔ جو کبھی فراموش نہ کئے جائیں گے۔ پھر خون کے وہ فوارے جو خانۂ خدا میں بے کس اور مظلوم انسانوں کے جسموں سے بہائے گئے۔ خدا کی قسم کسی حالت اور کسی صورت میں بھی رائگاں نہیں جائیں گے۔ بے گناہ اور بے قصور احمدیوں کا جو خون بہایا گیا ہے۔ وہ دراصل انصاف قانون اور انسانیت کی جڑوں میں تیزاب کی بوتلیں ڈالی گئی ہیں۔ حکومت اور اس کے تغافل شعار۔ بے پروا اور فرض ناشناس حکام سن لیں۔ کہ وہ قادر و یگانہ خدا جس کے بے گناہ بندوں کا نہایت سفاکی اور بے دردی سے خون بہایا گیا ہے۔ وہ ان سے اور ان کی اولادوں سے اس خون کے قطرے قطرے کا حساب لے گا۔ اور ظلم و ستم کو نابود کر دیگا حکومت کے لئے اب بھی موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنی غفلت شعاری ترک کر کے اپنا فرض منصبی ادا کرے۔ اور ڈسکہ سے مفسد شر انگیز عنصر کا انسداد کرے۔ ۳ر جون کے قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو گرفتار کر کے انہیں کیفر کردار تک پہونچائے۔

سب انسپکٹر پولیس کی تغافل شعاری احرار نوازی اور عمداً کوتاہی کے متعلق بازپرس کرے۔ کم از کم غیر جانبدار معززین پر مشتمل ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن مقرر کر کے سب انسپکٹر پولیس اور تصدق حسین کانسٹیبل کے ۳ر جون کے حادثہ کے متعلق تغافل شعاری کی تحقیقات کرائے۔

پولیس کا حیرت انگیز طریق عمل

لیکن مقام افسوس ہے۔ کہ اب تک افسران بالا نے ان مناسب اور ضروری اقدام میں سے کسی پر بھی عمل نہیں کیا۔ بلکہ الٹا احمدی جماعت کے گیارہ آدمیوں کی ضمانتیں لے لی ہیں۔ اس کے برخلاف احراریوں کے جم غفیر میں سے صرف ۵ آدمیوں کی ضمانتیں لے کر مقدمہ کو چوہدری شکر اللہ خان صاحب کا ذاتی جھگڑا بتایا جا رہا۔ اور کہا جا رہا ہے۔ کہ یہ کوئی جماعتی جھگڑا نہیں اور یہ محض احرار کے بچاؤ کے لئے کیا جا رہا ہے۔

فیض الحسن آلو مہاری کی اشتعال انگیزیاں

ایسے خطرناک حالات کے باوجود جو احراری ملا اور فیض الحسن آلو مہاری اپنی منافرت انگیز اور مفسدانہ تقریروں سے پیدا کر چکے ہیں۔ حکومت نے احراری ملاؤں اور فیض الحسن آلو مہاری کی مفسدانہ حرکات پر ڈسکہ کی مکدر فضا میں کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی۔ بلکہ انہیں کھلی اجازت ہے۔ کہ احرار کو احمدیوں کے قتل عام کے لئے آمادہ کریں۔ جناب چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کے خاندان کو ہر ممکن اور کمینہ سے کمینہ رنگ میں تکالیف پہونچائیں۔ چنانچہ ۳ر جون کے خونچکاں حادثہ کے بعد فیض الحسن یہاں آیا ہوا ہے۔ اور احراریوں کو مزید ظلم و ستم کے لئے آمادہ کر رہا ہے۔ اور ہمیں نہایت موثق ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آئندہ جمعہ یا کسی اور دن پھر تلواروں اور کلہاڑیوں سے مسلح ایک جلوس نکال کر پھر احمدیوں کو قتل کیا جائے۔ احراری والنٹیر پھر رات کے بارہ بجے تک اشتعال انگیز نعرے لگا کر احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں۔ اور ہر ممکن طریق سے احمدیوں کو ایذائیں دیں۔ نیز چوہدری شکر اللہ خانصاحب رئیس ڈسکہ کو قتل کر دیا جائے۔

چوہدری شکر اللہ خانصاحب خطرہ میں

ان اشتعال انگیزیوں کا نتیجہ ہے۔ کہ اب احرار دوبارہ ایک زبردست حملہ کی تنظیم میں معروف ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ چند احراری مفسدوں کو چوہدری صاحب کے قتل پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ بعض احراری شوریدہ سر کوٹ ڈسکہ کے گلی کوچوں اور بازاروں میں قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں۔ کہ جب تک ہم چوہدری شکر اللہ خان کو قتل نہ کر لیں گے۔ آرام سے نہ بیٹھیں گے۔ باوجودیکہ ہم پولیس اور کپتان صاحب کو ان احراریوں کے نام نوٹ کرا چکے ہیں۔ پولیس کی جانب سے کوئی حفاظتی انتظام نہیں کیا گیا۔ اور ایک کانسٹیبل آج تک مقرر نہیں کیا گیا۔

ہم حکومت سے صاف طور پر کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر اس نے سب انسپکٹر پولیس ڈسکہ کے خلاف فوراً مناسب کارروائی نہ کی۔ اور چوہدری شکر اللہ خان صاحب کو خدانخواستہ کوئی اور چشم زخم پہونچ گیا۔ تو تمام ہندوستان میں ایسی آگ لگے گی۔ جس کا بجھانا آسان نہ ہو گا اب بھی موقعہ ہے۔ کہ حکومت ہم سے انصاف کر کے اپنے دامن کو کانٹوں میں الجھانے سے بچا لے۔ (نامہ نگار خصوصی)

وصیتیں

نمبر ۲۴۸۵:۔ منکہ بوٹے خان ولد امیر خان قوم راجپوت ساکن منٹھیانہ ڈاک خانہ راجپورہ تحصیل و ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۲۴-۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ جائداد غیر منقولہ زرعی آٹھ کنال جائداد غیر زرعی ایک مکان اور ایک حویلی ۱/۲-۲ مرلہ اس جائداد غیر منقولہ زرعی و غیر زرعی کی قیمت ۶۹۸/- روپے ہے۔ اور نقد ساڑھے ۳ روپے ہیں

العبد:۔ بوٹے خان نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ بقلم خود فتح محمد ولد مراد خان ساکن منٹھیانہ۔ گواہ شد: عبد العزیز مولوی فاضل بقلم خود ساکن بھگانہ

نمبر ۴۵۶۲:۔ منکہ طالعہ بیگم زوجہ ماسٹر حسن محمد صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تقریباً تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کلوسوہل ڈاک خانہ ڈیری والہ تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴-۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرا مہر دو صد روپیہ ہے جو کہ میرے خاوند ماسٹر حسن محمد صاحب کے ذمہ ہے اپنے مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اس رقم کی ادائیگی کا ذمہ وار میرا خاوند ماسٹر حسن محمد ہے۔ اس وقت میری کوئی جائداد سوائے مہر مذکورہ کے کوئی نہیں ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ وصیت ۱/۱۰ حصہ مہر مذکورہ کی طالعہ بیگم کی طرف سے میرے ذمہ ہے۔ حسن محمد بقلم خود۔

العبد:۔ طالعہ بیگم زوجہ ماسٹر حسن محمد

گواہ شد:۔ حسن محمد خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ نواب دین امیر جماعت احمدیہ کلوسوہل بقلم خود

نمبر ۴۵۷۲:۔ منکہ برکت بی بی زوجہ میراں بخش مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن چک ۲۲۶ ر۔ب ڈاک خانہ خاص تحصیل سمندری ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۸/۵-۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زیور قیمتی ۱۵۰/- روپیہ جو کہ میرے پاس ہے۔ اس کے علاوہ ۵۰ روپے بصورت نقدی میرے پاس ہیں۔ اس وقت اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی

میری موجودہ جائداد مندرجہ محررہ بتفصیل ذیل ہے۔ زیور قیمتی ۱۵۰/- بصورت نقدی ۵۰/- جو میرے پاس ہے۔

العبد:۔ برکت بی بی نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ محمد حنیف خان بقلم خود پسر موصیہ

گواہ شد:۔ عبد القادر خان احمدی بقلم خود اسلام پورہ لائلپور شہر۔

نمبر ۴۵۷۳:۔ منکہ حمید احمد خان ولد شیخ غلام حسین صاحب مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت ستمبر ۱۹۰۳ء ساکن بدوملہی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳-۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد ایک مکان پختہ واقعہ موضع دہرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں ہے۔ جس کی مالیت اندازاً مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ اور میرا گذارہ صرف میری تنخواہ پر ہے جو مبلغ ۷۶/- روپیہ ہے۔ میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی اور اپنی آمدنی ماہوار کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان تا زیست کرتا رہوں گا۔ بوقت وفات اگر میری جائداد جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اور جو بھی اس کے علاوہ میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم حصہ جائداد کے طور پر بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:۔ شیخ حمید احمد ولد شیخ غلام حسین صاحب مرحوم بقلم خود ساکن موضع بدوملہی ضلع سیالکوٹ حال ملازم کلرک بی ۱/۲ بر مار انفلا۔ ملک برما ۳/۲-۳۶ء

گواہ شد:۔ ڈاکٹر نور الدین احمدی راجپوت جنجوعہ ولد مولوی احمد الدین صاحب بھیروی حال بدوملہی بقلم خود۔

گواہ شد:۔ غلام رسول ولد امام الدین سکنہ بدوملہی بقلم خود

نمبر ۴۵۷۹:۔ منکہ سعیدہ بیگم زوجہ سید احتیاج علی صاحب زبیری قوم سید عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن شاہجہان پور یو۔ پی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد بصورت زیور مبلغ بارہ صد روپے اور حق مہر مبلغ تین ہزار روپیہ۔ جو بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ کل مبلغ ۴۲۰۰/- ہے۔ فقط

العبد:۔ بقلم خود سیدہ سعیدہ بیگم احمدی

گواہ شد:۔ سید عبد الحی سکرٹری انجمن احمدیہ کوہ منصوری۔ گواہ شد:۔ احتیاج علی زبیری خاوند موصیہ شاہجہان پوری حال وارد کوہ منصوری

نمبر ۴۵۶۵:۔ منکہ مستری محمد منیر ولد دوڑا قوم گورودت پیشہ معماری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ یکم مئی ۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ مبلغ بیس روپے ماہوار اندازاً ہے۔ میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔

العبد:۔ بقلم خود مستری محمد منیر محلہ دار الرحمت قادیان۔ گواہ شد:۔ بقلم خود مستری محمد لطیف محلہ دار الرحمت۔

گواہ شد:۔ محمود احمد بقلم خود احمدیہ ہیڈ لکیل ہال سکرٹری وصایا محلہ دار الرحمت قادیان

نمبر ۴۵۶۶:۔ منکہ امام بی بی بیوہ محمد بخش قوم شیخ پیشہ مزدوری عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۳۲ء ساکن بھنڈال ہمت ڈاک خانہ نور محل تحصیل پھلور ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴-۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد صرف مبلغ یکصد روپیہ نقد ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور مبلغ دس روپے نقد داخل خزانہ کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ امام بی بی موصیہ مذکور سکنہ بھنڈال ہمت نشان انگوٹھا ۲۲/۴-۳۶

گواہ شد:۔ عبد العزیز مولوی فاضل ہیڈ ٹیچر ڈی بی ہائی سکول نکودر ضلع جالندھر بقلم خود ۲۲/۴-۳۶ گواہ شد:۔ علی بخش سکرٹری انجمن احمدیہ

نمبر ۴۵۰۸:۔ منکہ سیدہ بیگم زوجہ سید غلام جیلانی شاہ صاحب قوم سید پیشہ زمیندارہ عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ماہ فروری ۱۹۲۳ء ساکن چک ۱۱۶ جنوبی ڈاک خانہ ہنڈیوالی تحصیل و ضلع سرگودہا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱۲-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے اپنے حق مہر مبلغ یکصد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد بھی جو جائداد میری ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی اگر میں اپنی حیاتی میں اپنی وصیت ادا کر دوں تو بہتر۔ ورنہ میرے خاوند کی جائداد سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق حاصل ہو گا کہ وہ وصول کرے۔

العبد:۔ سیدہ بیگم نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ بقلم خود افضل شاہ

گواہ شد:۔ بقلم خود سید غلام جیلانی شاہ موتی ۱۴/۱۲ خاوند موصیہ

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۳۶ء
نمبر ۱۴۳ جلد ۲۳
۱۴
Digitized by Khilafat Library Rabwah
ہسٹیریا کا مکمل علاج
رئیس الاطباء طبیب حاذق علامہ حکیم ڈاکٹر فیضی۔ ایل ایچ
ایم۔ ایس میڈیکل سرجن نجیب آبادی کی راحت جان گولیاں عورتوں اور مردوں
کے مرض ہسٹیریا میں ہر عمر ہر مزاج اور ہر موسم میں یکساں طور پر فائدہ مند ہیں۔ دل و دماغ جگر
معدہ اور امعاء کو تقویت دیتی ہیں۔ اختلاج القلب کابوس اور مراق میں از بس مفید ہیں۔
قیمت فی شیشی للعہ
ملنے کا پتہ
مینیجر ایسٹ اینڈ ویسٹ میڈیسن کمپنی جوہر بلڈنگ کٹڑہ شیر سنگھ امرتسر
ہر ایک انجمن کو چھاپہ خانہ مل سکتا ہے
آج کل تبلیغ و اشاعت کے لئے چھاپہ خانہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ
بہت سی انجمنیں قریب شہر میں چھاپہ خانہ نہ ہونے کی وجہ سے ٹریکٹ اشتہار اور پوسٹر شائع کرنے سے
معذور رہتی ہیں۔ بہت سے جذبات اور خیالات دل و دماغ میں موجزن رہتے ہیں۔ جو لوگوں تک نہیں
پہونچائے جاتے۔ آج کل بیسویں صدی میں سائنس نے ہر چیز کو اتنا آسان اور سستا کر دیا ہے۔ کہ
روپوں کی چیز اب کوڑیوں کے مول مل سکتی ہیں۔ ہر ایک انجمن اپنے پوسٹر اور اشتہار اور ٹریکٹ شائع
کرنے کے لئے چھاپہ خانہ خرید سکتی ہے۔ چھاپہ خانہ کلاں قیمت دس روپے۔ چھاپہ خانہ خورد قیمت
پانچ روپے۔ آپ پہلے دن ہی چھاپہ خانہ سے کام لے سکتے ہیں۔ طریق نہایت آسان ہے جو چھپا ہوا
ساتھ ہوگا۔ کل یا نصف قیمت پیشگی ارسال فرمائیں۔ پوسٹ آفس و ریلوے سٹیشن کا پتہ لکھیں۔
ملنے کا پتہ۔ محمد فاروق اینڈ برادرس موگا پنجاب
خوشخبری
خوشخبری
چلو دوستو مال لٹا دیا ہے
صرف تین روپیہ میں پانچ گھڑیاں
ایک عدد اصلی جرمن ٹائم پیس دو عدد ڈومی پاکٹ واچ۔ دو عدد ڈومی رسٹ واچ یہ گھڑیاں ہم نے
خاص طور پر ولائت سے بڑی بھاری تعداد میں منگوائی ہیں۔ مضبوطی اور پائداری کے لحاظ سے یہ گھڑیاں
اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ اپنی فرم کی سالگرہ کی خوشی میں ہم نے صرف دس ہزار گھڑیاں اس رعائتی قیمت
پر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مقدار کے ختم ہو جانے پر یہی گھڑیاں اپنی اصلی قیمت پر فروخت
کی جائیں گی۔ اس لئے جلدی کیجئے۔ ورنہ ایسے نادر موقعے بار بار نہیں آیا کرتے۔ محصولڈاک ۸ر
علاوہ ہوگا۔
دی جرمن ناولٹی سٹور۔ کراچی شہر
دنیا کے مقویات میں ایک آسان مقوی ایجاد
برقی بام
برقی بام دور حاضرہ کی تمام مقوی خارجی ادویات سے ہر شکل میں مقابلۃً بہتر ثابت ہو رہا ہے۔ برقی بام
سہل الترکیب۔ خوشبودار اور ہر موسم و ہر عمر میں یکساں مفید۔ باندھنے گرم کرنے کی تکلیف سے مبرا۔ سوزش و
جلن سے پاک۔ آبلہ و پوست و گندگی کی زحمت سے بری۔ اول ہی روز کے استعمال سے نمایاں فرق
محسوس ہوتا ہے۔ متواتر چودہ یوم کے استعمال سے عام خارجی کمزوری و نقائص بچپن کی غلط کاریوں اور عادات
و اخلاق بد کے اسباب و نتائج وغیرہ دور ہو کر دائمی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ نازک طبع اصحاب کے لئے بہترین
تحفہ ہے قیمت شیشی کلاں عہ خورد عہ (نوٹ) اس عت و رقت کے لئے تحریر کرنے پر انگلیفی اندرونی خرابیاں
دور کرنے کے لئے اسکی قیمت میں روانہ ہوتی ہے۔ پتہ حکیم ظہیر الحسن (میونسپل کمشنر) متھرا (یوپی)
ریشمی ململ
ایک بینظیر نئی چیز ولائتی سے بڑھیا نہایت نفیس۔ بالکل سفید۔ ملائم مضبوط عرض ۲۷ انچہ
قیمت فی تھان ۱۸ گز ہے ۳/۱۲ جس سے چھ قمیض بخوبی تیار ہو سکتی ہیں محصولڈاک ۱۲
اگر ناپسند ہو تو واپس کریں (نوٹ) کوئی صاحب ۸ گز سے زیادہ کا آرڈر نہ دیں۔ گرمی کی وجہ سے اس مال کی بکری زیادہ ہونیکے
باعث ہم سپلائی نہ کر سکینگے۔ جن صاحبان کو آرڈر آنے پر سات دن کے اندر اندر مال نہ ملے تو سمجھ لیں کہ مال ختم ہو گیا ہے۔ اسکے
متعلق کسی صاحب کو جواب نہ دیا جائیگا۔
ملنے کا پتہ۔ مینیجر پنجاب اینڈ کشمیر سٹور ع ۳۳ لودیانہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۱۵ جون۔ مشہور انگریزی شاعر اور افسانہ نویس مسٹر جی۔ کے چیسٹرٹن کل انتقال کر گئے۔

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے۔ سلطان ابن سعود عنقریب عراق تشریف لیجائینگے بغداد میں ان کے شاہانہ استقبال کے لئے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ تیاریاں کی جا رہی ہیں

حیدر آباد (دکن) ۱۵ جون۔ گذشتہ شب موتی محل تھیٹر میں آگ لگ گئی۔ ۴۰ اشخاص جن میں اکثر عورتیں اور بچے ہیں جل کر راکھ ہو گئے۔ اور متعدد اشخاص مجروح ہوئے۔ تھیٹر کا ہال تمام جل گیا ہے۔ صرف جلی ہوئی دیواریں کھڑی نظر آتی ہیں۔

بمبئی ۱۵ جون۔ آج بمبئی یونیورسٹی کے خلاف میٹریکولیشن کے ناکام طلباء نے زبردست مظاہرہ کیا۔ جلوس نعرے لگاتا ہوا کانووکیشن ہال میں داخل ہو گیا۔ جس جگہ کہ سینیٹ اپنا اجلاس منعقد کر رہی تھی۔ طلباء نے نعرے لگا کر سینیٹ کے اجلاس میں ہڑ بونگ مچا دیا۔ اس پر پولیس بلائی گئی۔ وائس چانسلر نے طلباء کو ہال سے نکل جانے کا حکم دیا۔ لیکن طلباء نے نکلنے سے انکار کر دیا۔ چونکہ طلباء کے نعروں سے گڑبڑ مچ گئی تھی۔ اس لئے سینیٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ سینیٹروں کے ہال سے چلے جانے کے بعد طلباء نے اسی ہال میں اپنا ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور جلسہ کے اختتام پر جلوس کی صورت میں یونیورسٹی باغ سے گزر کر منتشر ہو گئے۔

جبل پور ۱۵ جون۔ یہاں ایک بلی نے چھ بچے دئے۔ ان میں سے تین بلی کے بچے تھے۔ اور باقی ماندہ بندر تھے۔ اگرچہ تمام بندر مر چکے ہیں۔ مگر بلی کے مالک نے ایک کو سپرٹ میں محفوظ کر کے عجائب گھر بمبئی کو بھیجنے کا عزم کیا ہے

بیت المقدس ۱۵ جون۔ عرب مقاطعہ کمیٹی کے سکرٹری نے نامہ نگاروں سے ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ یہ قطعی غلط ہے کہ ہم کسی غیر ملکی طاقت سے کسی قسم کی امداد لیتے ہیں ہم کسی غیر ملکی طاقت سے امداد نہیں لیتے بلکہ مقامی چندے اور ہمسایہ عرب ممالک کی امداد ہمارے اخراجات کے لئے کافی ہوتی ہے

بمبئی ۱۵ جون۔ بمبئی کے ایک اردو اخبار نے یہ خبر دی ہے کہ امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان کو عنقریب حبشہ کے ایک صوبہ کا حکمران بنایا جانے والا ہے۔

شنگھائی ۱۵ جون۔ چین میں خانہ جنگی کا خدشہ ابھی باقی ہے۔ حکومت نانکن کے حاکم کی جنوبی ہونان کو روانگی مسلسل طور پر جاری ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ کوانگسی کی افواج سے تصادم ناگزیر ہے۔ گن بوٹوں کی نقل و حرکت بھی ہو رہی ہے۔ امیوئے کے مقام پر پانچ جاپانی جنگی جہاز آ گئے ہیں۔ اور معلوم ہوا ہے کہ وہ ضرورت کے وقت کینٹن کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ امیوئے میں چینی جنگی جہازوں کی ایک تعداد بھی پہنچ گئی ہے۔

نینی تال ۱۵ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ نواب سر احمد سعید اف چھتاری اور نواب سر محمد یوسف مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

کلکتہ ۱۵ جون۔ مشرقی بنگال کے بعض مقامات سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ وہاں ابھی تک بارش ہو رہی ہے اور روزانہ طوفان باد آتے ہیں جن سے کئی درخت جڑوں سے اکھڑ گئے ہیں۔ مکانات منہدم ہو گئے ہیں اور کئی کشتیاں دریا میں غرق ہو گئی ہیں۔

لنڈن ۱۵ جون۔ مسٹر انتھونی ایڈن وزیر خارجہ برطانیہ نے دارالعوام میں اعلان کیا ہے کہ برطانیہ کی خارجی حکمت عملی پر بحث کی جائے گی۔ جس میں وہ اطالیہ اور حبشہ کے قضیہ کے متعلق حکومت برطانیہ کا نظریہ بیان کریں گے۔

بیت المقدس ۱۵ جون۔ کل صبح شہر کے باہر پھر آنے جانے والوں پر گولیاں چلائی گئیں۔ اور پانچ یہودی مجروح ہو گئے بیت المقدس سے چار میل کے فاصلہ پر یافہ جانے والی سڑک پر ایک موٹر پر فائر کئے گئے۔ فارمیں کے یہودی پہرہ دار فوراً موقع پر پہنچ گئے اور حملہ آوروں پر گولیاں برسا کر انہیں بھگا دیا عراق کی پٹرول کمپنی کا سلسلہ تعلق جو حیفا اور عراق کے مابین قائم تھا۔ آج صبح منقطع پایا گیا۔ کئی مقامات پر عربوں اور پولیس میں وقفہ وقفہ سے جنگ ہوتی رہی

برسلز ۱۵ جون۔ کان کنوں کی قومی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہڑتال کر دی جائے لہٰذا تمام کان کنوں کو ہڑتال کے نوٹس موصول ہو چکے ہیں۔ کان کنوں کے ساتھ دوسرے کارخانے جن میں ٹریموے اور پبلک سروس کے ملازم بھی شامل ہیں ہڑتال میں شامل ہونگے۔

سیالکوٹ ۱۵ جون۔ غلام محمد شوخ احرار کے خلاف زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کی عدالت میں جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کے انتقال کے لئے ملزم نے ہائی کورٹ لاہور میں درخواست دی ہے۔

لاہور ۱۵ جون۔ میاں فیروز الدین احمد میونسپل کمشنر لاہور نے مسلمانوں کے پرائمری سکولوں میں بچوں کو دینی تعلیم دلانے کا مطالبہ کے متعلق صدر بلدیہ کو ایک رزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

کلکتہ ۱۵ جون۔ بنگال میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کی مخالف ہے۔ چنانچہ قریباً ڈیڑھ صد معتمد مسلمانوں نے جن میں مولوی فضل الحق ایم ایل اے اور خان بہادر عبد المومن بھی ہیں ایک بیان شائع کیا ہے جس میں پارلیمنٹری بورڈ کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا مقصد مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا نہیں۔ بلکہ کسی نہ کسی طرح ووٹ حاصل کر کے کونسل پر قبضہ کرنا اور وزارتیں حاصل کرنا ہے۔

لاہور ۱۵ جون مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں انہدام مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں جو مقدمہ بعض مسلمانوں نے زیر دفعہ ۲۹۵ و ۲۹۶ تعزیرات ہند تیرہ سکھوں کے خلاف دائر کیا ہوا ہے۔ اور جو چند سرسری شہادتوں کے بعد اس لئے معرض التوا میں تھا کہ ڈسٹرکٹ جج کے روبرو جو دیوانی مقدمہ زیر سماعت تھا۔ اس کے فیصلہ کے بعد اس کی سماعت ہوگی چونکہ عدالت دیوانی کے فیصلہ کی رو سے مسجد ثابت ہو چکی ہے۔ اس لئے آج مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ اور عدالت نے مزید کارروائی ۲۷ جون تک بدیں وجہ ملتوی کر دی۔ کہ ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ کی نقل منگوائی جائے

پیرس ۱۵ جون۔ اگرچہ فرانس میں ہڑتال کے قطعی خاتمہ کی توقع کی جا رہی تھی۔ تاہم آج صبح جہاز ساز کمپنی کے چار ہزار کارکنوں نے پھر ہڑتال کر دی۔

لاہور ۱۵ جون۔ ڈاکٹر محمد عالم صاحب بیرسٹر نے مسجد شہید گنج کے متعلق ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل دائر کر دی ہے۔

بنگلور ۱۵ جون۔ حال ہی میں رائٹ آنریبل سر سرینواس شاستری نے گاندھی جی سے ملاقات کی۔ اور دیر تک سیاسی معاملات کے متعلق گفتگو ہوتی رہی معلوم ہوا ہے کہ مسٹر سرینواس نئے آئین کے ماتحت مدراس کے گورنر بنا دئے جائیں گے۔

شملہ ۱۵ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ ہز ایکسی لینسی لارڈ لنلتھگو کی طرف سے مختلف صوبائی حکومتوں کے گورنروں اور دیگر حکام کے نام خطوط ارسال کئے گئے ہیں جن میں لکھا گیا ہے۔ کہ صوبجاتی حکومتیں حکام اضلاع کے دیہات میں دورہ کے متعلق رپورٹ کریں۔ اس سلسلہ میں دیہات پر ریڈیو سٹ لگائے جانے کے مسائل پر بھی صوبجاتی حکومتیں غور کریں گی۔ ہز ایکسی لینسی وائسرائے نے ہندوستان میں مویشیوں کی اعلیٰ نسل کی پرورش کے متعلق بھی ایک سرکلر صوبجاتی گورنروں کے نام جاری کیا ہے۔

لاہور ۱۵ جون۔ پنجاب یونیورسٹی کے بی اے کے امتحان کا نتیجہ کل شائع ہوا ۳۰۵۰ طلباء میں سے ۱۶۰۹ کامیاب ہوئے ہیں امسال کامیاب طلباء کی اوسط فیصدی گذشتہ سال کی اوسط ۶۷ء۷ کے مقابلہ میں ۵۳ء۲ ہے امتحان میں شریک ہونے والی کل ۱۲۹ طالبات میں سے ۷۷ کامیاب ہوئیں۔ ڈی اے وی کالج جالندھر کا ایک ہندو طالب علم جیا نے ۴۰۲ نمبر حاصل کئے ہیں

تلاش گمشدہ

ایک لڑکا جس کا نام شکیل احمد ہے عمر تقریباً ۱۲ سال۔ رنگ سانولا۔ چند دن سے مونگھیر سے کہیں چلا گیا ہے اگر کسی بھائی کو کہیں ملے۔ تو ذیل کے پتہ پر اطلاع دے کر ممنون فرمائیں
سید محمد اصغر ہیکا پور مونگھیر

ایک نئی فرحت

لاہور سے دہلی تک اور پھر واپس اپنے پہیوں والے مکان کے ذریعہ چھ مسافروں اور دو ملازموں کے لئے دو کمروں میں نہایت آرام دہ جگہ اور آسائش مہیا ہے ٭

کرایہ صرف ۴۹۳ روپے آٹھ آنے۔ تین دن اور ۵۹۴ میلوں کیلئے

آپ کی ریزرو شدہ گاڑی میں بجلی کے پنکھے اور قمقمے ہیں۔ دو غسلخانے ہیں۔ اور ایک باورچی خانہ علاوہ رہائشی کمروں کے۔ چینی کے برتن چھری کانٹا اور میز پوش بھی مہیا کئے گئے ہیں۔ پوری معلومات ذیل کے پتہ سے دریافت کیجئے۔

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

تپدق

دق کی بیماری پھیپھڑے کی ہو یا انتڑیوں کی اس کے لئے لندن کا طریقہ علاج شرطیہ طور پر دوسرے تمام علاجوں سے زیادہ مفید اور زیادہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اس بہترین طریقہ علاج کی پوری تفصیل معلوم کرنے کے لئے نیچے کے پتہ سے رسالہ تپدق کا علاج مفت منگا کر پڑھیں۔ اور بیمار کا قیمتی وقت ضائع کرنے کی بجائے اس بیماری کے دنیا کے سب سے بہتر طریقہ سے فائدہ اٹھائیے

لنڈن کیمیکل ورکس
نئی دہلی